اپریل ، مئی ، جون 2024ء

انصار اللہ بیلجیئم

مجلس انصاراللہ بیلجیئم کا تربیتی وعلمی سہ ماہی مجلّہ

صِدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

www.ansarullah.be | ishaat@ansarullah.be | +32 484943446

حضور علیہ السلام کو تباہی کے پانچ نشانوں کے ظاہر ہونے کی خبر

اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خبر بھی دی کہ اس تیسری تباہی کے ساتھ غلبہ اسلام کا زمانہ بھی وابستہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور علیہ السلام کو بتائی جانے والی ان غیب کی خبروں کے عین مطابق دنیا دو عالمی جنگوں، طاعون کی وبا اور دنیا کے اکثر حصوں میں آنے والے غیر معمولی زلزلوں کی صورت میں چار نشانوں کے پورا ہونے کا ایک مرتبہ مشاہدہ کر چکی ہے، جن میں انسانی اور حیوانی جانوں، چرند پرند اور عمارتوں کا غیر معمولی نقصان ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو خاص طور پر پانچ نشانوں کے ظاہر ہونے کی خبر دی تھی۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ پانچواں نشان کس صورت میں ظاہر ہوتا ہے، کسی غیر معمولی زلزلہ کی شکل میں یا کسی عالمی وبا کی صورت میں یا تیسری عالمی جنگ کے طور پر دنیا پر تباہی لے کر آتا ہے۔ لیکن یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اگر دنیا نے عقل نہ کی اور اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع نہ کیا تو جس طرح پہلے چار نشان پورے ہوئے ہیں، یہ پانچواں نشان بھی پورا ہو گا اور اس کے بعد جیسا کہ ان پیشگوئیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اسلام کو انشاء اللہ غیر معمولی غلبہ نصیب ہو گا۔

اسی مضمون کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے 1967ء کے دورہ یورپ کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مذکورہ بالا پیشگوئی کی روشنی میں بیان فرمایا تھا، جس کا آپ نے اپنے خط میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ حضورؒ نے فرمایا:

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اسلام کی صداقت کے ثبوت کے طور پر سینکڑوں بلکہ ہزاروں نشانات دنیا کے سامنے پیش کیے جن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر پانچ عظیم تباہیوں کے بارے میں پیشگوئی فرمائی۔ دو پہلی اور دوسری جنگ عظیم کی صورت میں عظیم الشان طور پر پوری ہوئیں۔ تیسری ہولناک تباہی کے مہیب آثار آسمان پر ہویدا ہیں جس کے اثرات نہایت ہی خوفناک اور تباہ کن ہوں گے۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خبر بھی دی کہ اس تیسری تباہی کے ساتھ غلبۂ اسلام کا زمانہ بھی وابستہ ہے۔

اس تباہی سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ انسان سچے راستے کو اختیار کرے اور وہ راستہ اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قہر عنقریب اس دنیا پر نازل ہونے والا ہے۔ تباہی کی آگ بھڑک اٹھی ہے۔ آؤ! اور استغفار کے آنسوؤں سے اس آگ کے لپکتے ہوئے شعلوں کو سرد کرو۔ آؤ! اور محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے رحم و کرم کے ٹھنڈے سائے تلے پناہ حاصل کر لو۔ اٹھو! اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک زندہ تعلق قائم کرو۔ آؤ! اگر تم اس بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاہتے ہو۔

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 11/اگست 1967ء)

مجلسِ ادارت

نگرانِ اعلیٰ:۔ وسیم احمد شیخ صاحب (صدر انصاراللہ بیلجیئم)، توصیف احمد صاحب (مربی سلسلہ احمدیہ)

مدیر:۔ کاشف ریحان خالد (قائد اشاعت مجلس انصاراللہ بیلجیئم)

ڈیزائن و ترتیب:۔ ناصر شبیر صاحب (سیکرٹری اشاعت انٹورپن)

ویب سائیٹ:۔ حافظ جہانزیب قریشی صاحب (قائد تعلیم القرآن بیلجیئم)

معاونین:۔ رفیق احمد ہاشمی صاحب (سیکرٹری رشتہ ناطہ بیلجیئم)، فرید یوسف (انچارج مسجد فنڈ کمیٹی بیلجیئم)

www.ansarullah.be | ishaat@ansarullah.be | +32 484943446

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٨١﴾ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٨٢﴾

ترجمہ: اور وہ کہتے ہیں ہمیں آگ ہرگز نہیں چھوئے گی مگر گنتی کے چند دن۔ تُو کہہ دے کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لے رکھا ہے۔ پس اللہ ہرگز اپنے عہد کی خلاف ورزی نہیں کرے گا یا پھر تم خدا کی طرف ایسی باتیں منسوب کر رہے ہو جن کا تمہیں کوئی علم نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جس نے بھی بدی کمائی یہاں تک کہ اس کی خطاؤں نے اس کو گھیرے میں لے لیا ہو تو یہی لوگ ہیں جو آگ والے ہیں۔ وہ اس میں ایک لمبے عرصہ تک رہنے والے ہیں۔

(سورۃ البقرہ:82-81)

خاتم المرسلین، فخرُالانبیاء، خاتم النبیین

آنحضرت ﷺ کے بارے میں حدیث ہے کہ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تُو بھی اس سے مُحبت کر۔ چنانچہ جبریٔل بھی اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔ پھر جبریل آسمان میں منادی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ چنانچہ تمام اہلِ سماء اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کی مقبولیت پھیلا دی جاتی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلہ باب اذا احب اللہ عبدا حدیث نمبر 4772)

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام

فرماتے ہیں کہ

اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوِشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اِس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ۔"

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۸،۲۶۹)

اسوۂ کامل ﷺ

صفتِ رحمانیت کی لازوال برکتیں

نبی کریم ﷺ نے صلہ رحمی کی بہت تاکید کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ رحیم" کا لفظ جس سے رحمی رشتے وجود میں آتے ہیں دراصل اللہ کی صفت رحمان" سے نکلا ہے۔ اگر کوئی شخص ان رشتوں کا خیال نہیں رکھتا اور قطع رحمی کا مرتکب ہوتا ہے تو رحمان خدا اس سے اپنا تعلق کاٹ لیتا ہے، جو ان رشتوں کے حق ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے اپنا تعلق جوڑتا ہے۔(بخاری)

اس ارشاد نبوی میں یہ خوبصورت پیغام مضمر ہے کہ رحمی رشتوں کا لحاظ رکھنے والوں کے حق میں خدا کی صفت رحمانیت (بن مانگے عطا کرنا) پوری شان سے جلوہ گر ہوتی ہے۔ اس لئے فرمایا کہ "صلہ رحمی کرنے والوں کے مال اور عمر میں برکت عطا کی جاتی ہے۔ نیز فرمایا کہ رحمی رشتوں کو کاٹنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔" (بخاری)

حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ سلوک

نبی کریم سے ایک شخص نے سوال کیا کہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا تیری ماں، اس نے پھر یہی سوال دوہرایا آپ نے فرمایا تیری ماں تیسری مرتبہ بھی آپ نے اسے یہی جواب دیا چوتھی مرتبہ اس کے سوال پر فرمایا تیرا باپ۔(بخاری)۔

موت کے بعد صلہ رحمی

والدین کا تو اتنا حق ہے کہ ان کی وفات کے بعد بھی ان سے حسن سلوک کا حکم ہے۔ رسول کریم سے کسی نے پوچھا کہ والدین کی موت کے بعد بھی ان کی صلہ رحمی کا کوئی حق باقی رہ جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا" ہاں والدین کے لئے دعائیں کرنا۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے رہنا، ان کے عہد پورے کرنا، ان کے دوستوں کی عزت کرنا، اور ان کے رحمی رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنا جن کے ساتھ صرف والدین کی طرف سے کوئی رشتہ ہو۔(ابوداؤد)

مستحق رشتہ داروں سے سلوک

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول کریم جب کوئی جانور ذبح کرواتے تو فرماتے تھے خدیجہ کی سہیلیوں کو بھی بھجواؤ۔ ایک دفعہ میں نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ مجھے خدیجہ کی محبت عطا کی گئی ہے۔(مسلم)

مستحق رحمی رشتہ داروں کو صدقہ دینا زیادہ اجر کا موجب ہے۔ رسول کریم نے فرمایا کہ مسکین کو صدقہ دینا ایک نیکی ہے اور مستحق رحمی رشتہ دار کو صدقہ دینا دوہری نیکی ہے۔" (ترمذی)

زیادہ اجر کا موجب

ایک دفعہ ام المؤمنین حضرت میمونہ نے ایک لونڈی آزاد کی۔ رسول کریم کو جب انہوں نے اس بارہ میں بتایا تو آپ نے فرمایا اگر تم اپنے نہال کو (جو مستحق تھے) یہ لونڈی دے دیتیں تو تیرے لئے بہت زیادہ اجر کا موجب ہوتا۔(ابوداؤد).

توبہ کی صورتیں

ایک شخص نے نبی کریم سے عرض کیا کہ مجھ سے ایک بڑا گناہ سرزد ہوا ہے۔ کیا میری توبہ کی بھی کوئی صورت ہو سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا" کیا تمہاری ماں زندہ ہے اس نے کہا نہیں فرمایا" تمہاری خالہ ہے؟ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا پھر اس سے حسن سلوک کرو۔ یہی عمل تمہارے لئے گناہوں سے معافی کا ذریعہ بن جائے گا۔" (ترمذی)

صلہ رحمی کی اصل تعریف

رسول کریم نے صلہ رحمی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا" صلہ رحمی یہ نہیں کہ رشتہ داروں کے حسن سلوک کا بدلہ دیا جائے۔ اصل صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ رشتہ توڑنے والے سے جوڑنے کی کوشش کرے۔ (بخاری)

منہ پر خاک

ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے کچھ رشتہ دار ہیں۔ میں ان سے تعلق جوڑتا ہوں وہ توڑتے ہیں۔ میں احسان کرتا ہوں وہ بدسلوکی کرتے ہیں۔ میرے نرمی اور حلم کے سلوک کا جواب وہ زیادتی اور جہالت سے دیتے ہیں۔ نبی کریم نے فرمایا اگر وہ ایسا ہی کرتے ہیں جیسا تم نے بیان کیا تو تم گویا ان کے منہ پر خاک ڈال رہے ہو (یعنی ان پر احسان کر کے انہیں شرمسار کر رہے ہو۔) اور اللہ کی طرف سے تمہارے لئے ایک مددگار فرشتہ اس وقت تک مقرر رہے گا جب تک تم مشرکہ اپنے حسن سلوک کے اس نمونہ پر قائم رہو گے۔(احمد)

مشرکہ ماں کے بارے میں حکم

حضرت اسماء بنت ابی بکر بیان کرتی ہیں کہ میری مشرکہ والدہ میرے لئے اداس ہو کر محبت کے جذبہ سے ملنے مدینہ آئیں۔ میں نے نبی کریم سے پوچھا کہ کیا میں ان کے مشرک ہونے کے باوجود ان سے حسن سلوک کروں۔ نبی کریم نے فرمایا" کیوں نہیں آخر وہ تمہاری ماں ہے۔ ضرور ان سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔" (بخاری)

نمونۂ کامل

صلہ رحمی میں رسول کریم کا اپنا نمونہ یہی تھا۔ چنانچہ حضرت خدیجہ نے پہلی وحی کے موقع پر رسول کریم کے حسن سلوک کے متعلق یہ گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ آپ تو صلہ رحم کرتے اور بوجھ اٹھاتے ہیں۔(بخاری)

والدہ سے حُسنِ سلوک

ایک شخص رسول کریم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں جہاد کی خواہش رکھتا ہوں لیکن اس کی توفیق نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے عرض کیا والدہ ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا والدہ سے حسن سلوک کرو اگر تم یہ کرلو تو حج عمرہ اور جہاد کرنے والے ٹھہرو گے (اور اس کا ثواب پاؤگے) اور اگر والدہ تم سے راضی ہے تو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس سے حسن سلوک کرو۔ (ھیثمی)

والدہ کی قبر اور گریہ وزاری

رسول کریم کے حقیقی والدین تو بچپن میں ہی اللہ کو پیارے ہوگئے تھے۔ بعد میں ان کے لئے محبت اور دعا کا جوش دل میں موجود رہا۔ آپ بطور خاص اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے لئے ابواء تشریف لے گئے اور وہاں جاکر ان کی یاد میں آپ روئے اور اتنا روئے کہ اپنے ساتھیوں کو بھی رلا دیا۔ (مسلم)

رضاعی والدہ سے شفقت کا سلوک

رضاعی رشتوں کا بھی نبی کریم نے ہمیشہ احترام کیا۔ ابوالکفیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو جنگ حنین سے واپسی پر بھرانہ میں گوشت تقسیم کرتے دیکھا میں اس وقت نو جوان لڑکا تھا۔ ایک عورت آئی رسول اللہ نے اسے دیکھا تو اس کے لئے اپنی چادر بچھادی۔ وہ اس پر بیٹھ گئی میں نے پوچھا یہ کون ہے تو لوگوں نے بتایا کہ رسول اللہ کی رضاعی والدہ ہیں۔ (ابوداؤد)

سورہ نور اور عفو درگذر کا تذکرہ

ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے رسول کریم کو دودھ پلایا تھا۔ آنحضور اپنی اس رضاعی والدہ سے صلہ رحمی کی خاطر اسے پوشاک بھجوایا کرتے اور اس کی وفات کے بعد بھی اس کے اقارب کا حال پچھواتے۔ مسطح بن اثاثہ حضرت ابوبکر کا بھانجا تھا۔ وہ بھی غلط فہمی میں حضرت عائشہ پر الزام لگانے والوں میں شامل ہوگیا۔ حضرت ابوبکر نے اس کا امدادی وظیفہ روک دیا، جس پر قرآن کریم میں سورہ نور کی آیت: 23 اتری کہ تم میں سے اہل فضل اور وسعت رکھنے والوں کو ہرگز قسم نہ کھانی چاہئے کہ وہ رشتہ داروں کو کچھ نہیں دیں گے بلکہ انہیں عفو اور درگذر سے کام لینا چاہئے۔ (بخاری)

مخالف رشتہ داروں سے نرمی کا سلوک

دعویٰ نبوت کرنے پر رسول کریم کے اکثر رحمی رشتہ داروں نے آپ کی مخالفت کی، مگر آپ پھر بھی ان کا خیال رکھتے اور فرماتے تھے کہ "بے شک قریش کی فلاں شاخ کے لوگ میرے دوست نہیں رہے، دشمن ہوگئے ہیں مگر آخر میرا اُن سے ایک خونی رشتہ ہے، میں اس رحمی تعلق کے حقوق بہر حال ادا کرتا رہوں گا۔ (بخاری)

قدرتی آفات اور دعا

چنانچہ جب بھی اہل مکہ کو رسول اللہ کی مدد کی ضرورت ہوئی۔ آپ نے ان سے احسان کا سلوک فرمایا۔ مکہ میں قحط پڑا اور وہ رحمی رشتہ کا واسطہ لے کر آئے تو آپ نے نہ صرف بارش کے لئے دعا کی جس سے قحط دور ہوگیا۔ بلکہ مدینہ سے فوری امداد بھی بھجوائی۔ (بخاری)

بدترین ایذاں رساں سے سلوک

فتح مکہ کے سفر میں جحفہ مقام پر رسول کریم کا چچا (ابوسفیان) ابن حارث عفو کا طالب ہو کر آیا۔ یہ حضور کے بچپن کا ہم عمر ساتھی تھا مگر دعویٰ نبوت کے بعد آپ کا سخت دشمن ہوگیا۔ آپ کو بہت اذیتیں دیں اور کہا کہ میں تو اس وقت ایمان لاؤں گا جب میرے سامنے سیڑھی لگا کر آسمان پر جاؤ اور فرشتوں کے جلوہ میں کوئی صحیفہ اتار لاؤ جو اس پر گواہ ہوں۔ اسی پر بس نہیں کی یہ شخص آنحضور کے خلاف بیس برس تک گندے اشعار بھی کہتا رہا۔ سفر فتح مکہ میں حضرت ام سلمہ نے رسول اکرم کی خدمت میں ان کی معافی کی سفارش کی۔ پہلے تو حضور نے اعراض کیا مگر جب ابن الحارث کا یہ پیغام پہنچا کہ معافی نہ ملنے کی صورت میں وہ بھوکا پیاسا رہ کر اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالے گا تو رسول کریم کا دل بھر آیا۔ آپ نے اُسے ملاقات کی اجازت دی اور معاف فرمادیا۔ اس موقع پر ابوسفیان بن حارث نے کچھ اشعار کہے جن میں ایک شعر یہ بھی تھا کہ

هَدَانِي هَادٍ غَيْرُ نَفْسِي وَنَالَنِي
مَعَ اللّٰهِ مَنْ طَرَّدْتُ كُلَّ مُطَرَّدِ

یعنی اللہ نے مجھے اس پاک وجود کے ذریعہ ہدایت نصیب فرمائی جسے میں نے دھتکار کر رد کر دیا تھا اور دشمنی میں اس کا پیچھا کیا تھا۔ رسول کریم نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا اور بڑے درد سے فرمایا "تم نے ہی مجھے دھتکارا تھا"! اور بچپن کی دوستی کا بھی خیال نہیں کیا تھا۔ (ابن ہشام)

آپ کتنے کریم اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں؟

یہ ابوسفیان بن حارث تو رسول کریم کے چچا تھے۔ سردار مکہ ابوسفیان بن حرب سے تو دور کا رشتہ تھا، جس کا نسب چوتھی پشت میں جا کر رسول اللہ سے ملتا ہے، وہ ساری عمر رسول اللہ سے جنگیں کرتا رہا۔ مگر آپ نے اس سے بھی حسن سلوک کیا۔ حضرت عباس ابوسفیان کو فتح مکہ کے موقع پر پکڑ لائے تو حضرت عمر نے ان کے قتل کی اجازت چاہی۔ حضرت عباس نے عرض کیا میں نے اسے پناہ دی ہے۔ حضور نے فرمایا عباس اسے ساتھ لے جاؤ صبح لے آنا۔ صبح حضور نے ابوسفیان سے پوچھا کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم لا إله إلا الله کہو۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ کتنے کریم اور صلہ رحمی کرتے ہیں۔ اگر کوئی اور معبود ہوتا تو آج ہمارے کام نہ آتا۔ پھر کہا البتہ رسالت کے بارے میں کچھ شبہ ہے مگر رسول اللہ نے نہ صرف ابوسفیان کی معافی کا اعلان کیا بلکہ اس کے گھر میں داخل ہو جانے والوں کیلئے بھی معافی کا اعلان عام کروا دیا۔ مکہ کے دوسرے سردار عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی ام حکیم مسلمان ہوگئی۔ خود عکرمہ تو بھاگ گیا لیکن اس کی بیوی رسول اللہ سے پروانہ امان لے کر عکرمہ کو واپس لائی۔ عکرمہ نے حضور کے دربار میں حاضر ہو کر تصدیق چاہی اور جب رسول اللہ نے فرمایا کہ ہاں میں نے تمہیں اپنے دین پر رہتے ہوئے امان دی ہے تو عکرمہ بے اختیار کہہ اٹھا کہ یا رسول اللہ! آپ کتنے کریم اور کتنے صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ (الحلبیہ)

قبیلہ ہوازن سے حُسنِ سلوک

اہل عرب بھی رسول اللہ کی وفا اور حسن معاشرت کے قائل تھے۔ جنگ حنین میں ہوازن قبیلہ کے لوگ قید ہوئے تو ان کا وفد حضور کی خدمت میں قیدی چھڑوانے کے لئے حاضر ہوا۔ ان کے نمائندے نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے بنو ہوازن میں بچپن میں رضاعت کا زمانہ گزارا ہے۔ ان قیدیوں میں کئی آپ کی رضاعی پھوپھیاں خالائیں اور وہ بیبیاں ہیں جنہوں نے آپ کو کھلایا اور آپ کی کفالت کی ہے۔ آپ تو سب سے بہترین کفالت کرنے والے ہیں۔ رسول کریم نے ان سے کمال وفا اور احسان کا سلوک کرتے ہوئے فرمایا میں تمہارے تمام وہ قیدی آزاد کرتا ہوں جو میرے یا بنی عبدالمطلب کے حصے میں آئے ہیں۔ (ابن ہشام)

صلہ رحمی کے شاندار نمونے کے داعی

اس کے بعد آپ نے صحابہ سے مشورہ اور رضامندی کے بعد ہوازن کے باقی سب قیدی بھی آزاد کردئے۔ یہ تھا رسول کریم کا صلہ رحمی میں شاندار نمونہ جس کے حق میں اپنوں اور پرایوں نے بھی گواہی دی۔

....

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ابتدائی زمانہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بھی جب پیدا ہوئے تو آپ کے ماں باپ نے آپ کی پیدائش پر خوشی کی ہوگی۔ مگر جب آپ کی عمر بڑی ہوگئی اور آپ کے اندر دُنیا سے بے رغبتی پیدا ہوگئی تو آپ کے والد آپ کی اس حالت کو دیکھ کر آہیں بھرا کرتے تھے کہ ہمارا یہ بیٹا کسی کام کے قابل نہیں۔ مجھے ایک سکھ نے بتایا کہ ہم دو بھائی تھے ہمارے والد صاحب بڑے مرزا صاحب (یعنی مرزا غلام مرتضیٰ صاحب) کے پاس آیا کرتے تھے اور ہم بھی بسا اوقات اُن کے ساتھ آجایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مرزا صاحب نے ہمارے والد صاحب سے کہا کہ تمہارے لڑکے غلام احمد (علیہ الصلوۃ والسلام) کے پاس آتے جاتے ہیں۔ تم ان سے کہو کہ اُسے جا کر سمجھائیں۔ ہم دونوں جب آپ کے پاس جانے کے لئے تیار ہوگئے تو مرزا صاحب نے کہا کہ غلام احمد (علیہ السلام) کو باہر جا کر کہنا کہ تمہارے والد کو اس خیال سے بہت دُکھ ہوتا ہے کہ

اُس کا چھوٹا لڑکا اپنے بڑے بھائی کی روٹیوں پر پلے گا۔ اسے کہو کہ میری زندگی میں ہی کوئی کام کرلے۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ اسے کوئی اچھی نوکری مل جائے میں مرگیا تو پھر سارے ذرائع بند ہو جائیں گے۔ اُس سکھ نے بتایا کہ ہم مرزا غلام احمد صاحب (علیہ الصلوۃ والسلام) کے پاس گئے اور کہا کہ آپ کے والد صاحب آپ کا بہت خیال رکھتے ہیں انہیں یہ دیکھ کر کہ آپ کچھ کام نہیں کرتے بہت دُکھ ہوتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر میں مرگیا تو غلام احمد کا کیا بنے گا آپ اپنے والد صاحب کی بات کیوں نہیں مان لیتے۔ آپ کے والد صاحب اُس وقت کپور تھلہ میں کوشش کر رہے تھے اور کپور تھلہ کی ریاست نے آپ کو ریاست کا افسر تعلیم مقرر کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ وہ سکھ کہنے لگا کہ جب ہم نے یہ بات کہی کہ آپ اپنے والد صاحب کی بات کیوں نہیں مان لیتے آپ کچھ کام کرلیں تو آپ نے فرمایا۔ والد صاحب تو یونہی فکر کرتے رہتے ہیں۔ انہیں میرے مستقبل کا کیوں فکر ہے۔ میں نے تو جس کی نوکری کرنی تھی کرلی ہے۔ ہم واپس آگئے اور مرزا غلام مرتضیٰ صاحب سے آکر ساری بات کہہ دی۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ اگر اس نے یہ بات کہی ہے تو ٹھیک کہا ہے وہ جھوٹ نہیں بولا کرتا۔ یہ آپ کی ابتدا تھی اور پھر ابھی تو انتہاء نہیں ہوئی لیکن جو عارضی انتہاء نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کی وفات کے وقت ہزاروں ہزار آدمی آپ پر قربان ہونے والا موجود تھا۔ آپ خود فرماتے ہیں:

لُفَاظَاتُ الْمَوَائِدِ كَانَ أُكُلِي

وَصِرْتُ الْيَوْمَ مِطْعَامُ الْأَهَالِي

ایک وہ زمانہ تھا جب بچے ہوئے ٹکڑے مجھے دیئے جاتے تھے اور آج میرا یہ حال ہے کہ میں سینکڑوں خاندانوں کو پال رہا ہوں آپ کی ابتداء کتنی چھوٹی تھی مگر آپ کی انتہاء ایسی ہوئی کہ علاوہ ان لوگوں کے جو خدمت کرتے تھے لنگر میں روزانہ دو 2 اڑھائی سو آدمی کھانا کھاتے تھے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ اپنے والد کی جائیداد میں اپنے بھائی کے برابر شریک تھے لیکن زمینداروں میں یہ عام دستور ہے کہ جو کام کرے وہ تو جائیداد میں شریک سمجھا جاتا ہے اور جو کام نہیں کرتا وہ جائیداد میں شریک نہیں سمجھا جاتا اور یہ دستور ابھی تک چلا آتا ہے۔ لوگ عموماً کہہ دیتے ہیں کہ جو کام نہیں کرتا اُس کا جائیداد میں کیا حصہ ہو سکتا ہے۔ آپ کے پاس جب کوئی

ملاقاتی آتا اور آپ اپنی بھاوجہ کو کھانے کے لئے کہلا بھیجتے تو وہ آگے سے کہہ دیتیں کہ وہ یونہی کھا پی رہا ہے کام کاج تو کوئی کرتا نہیں۔ اس پر آپ اپنا کھانا اس مہمان کو کھلا دیتے اور خود فاقہ کرلیتے یا چنے چبا کر گزارہ کرلیتے۔ خدا کی قدرت ہے کہ وہی بھاوجہ جو اُس وقت آپ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی تھیں بعد میں میرے ہاتھ پر احمدیت میں داخل ہوئیں۔ غرض اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب کوئی کام شروع کیا جاتا ہے تو اُس کی ابتداء بڑی نظر نہیں آیا کرتی لیکن اُس کی انتہاء پر دنیا حیران ہو جاتی ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ 101-102)

سیرت خلفائے راشدین

شہریار اکبر
مربی سلسلہ۔بیلجیئم

’’قسم کھانے والے ٹھہر جا‘‘

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سن کر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے ’’اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آگئے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور آپ کو بوسہ دیا اور کہا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ آپؐ زندگی میں بھی اور موت کے وقت بھی پاک وصاف ہیں۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اللہ آپؐ کو کبھی دو موتیں نہیں دکھائے گا۔ یہ کہہ کر حضرت ابوبکرؓ باہر آئے۔ حضرت عمرؓ سے کہا قسم کھانے والے ٹھہر جا۔

(امام محمد بن اسماعیل بخاری صحیح البخاری۔ ترجمہ سید زین العابدین جلد ۷ صفحہ ۱۵۹)

کلامِ پاک کا سحر

حضرت عمر تو خود کشتہ قرآن تھے جیسا کہ ان کے قبول اسلام میں ذکر آتا ہے۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ قبول اسلام سے پہلے میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلا تو آپ بیت اللہ میں سورۃ الحاقہ کی تلاوت کر رہے تھے۔ میں اس کلام کے حسن اور خوبی پر بہت متعجّب ہوا اور دل میں کہا کہ یہ شخص شاعر نہیں ہو سکتا۔ اس وقت سے اسلام میرے دل میں گھر کر گیا۔

(مجمع الزوائد و منبع الفوائد کتاب المناقب مناقب عمر باب فی اسلامہ جلد 9 صفحہ 62 حدیث نمبر 14407)

دین پر استقامت وایمان

قبول اسلام کے بعد آپؓ پر ظلم بھی ہوئے۔ موسیٰ بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن عفانؓ نے اسلام قبول کیا تو آپ کے چچا حکم بن ابوالعاص بن اُمیّہ نے آپ کو پکڑ کر رسیوں سے باندھ دیا اور کہا کیا تم اپنے آباء واجداد کا دین چھوڑ کر نیا دین اختیار کرتے ہو۔ بخدا میں تمہیں ہرگز نہیں کھولوں گا یہاں تک کہ تم اپنا یہ نیا دین چھوڑ نہ دو۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے کہا خدا کی قسم! میں اسے کبھی نہیں چھوڑوں گا اور نہ اس سے علیحدگی اختیار کروں گا۔ حکم نے جب آپ کے دین پر مضبوطی کی یہ حالت دیکھی تو پھر مجبوراً آپ کو چھوڑ دیا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث صفحہ 31، عثمان بن عفان، داراحیاء التراث العربی بیروت، 1996ء)

قصاص یا بدلہ

حضرت ابن عباسؓ کے آزاد کردہ غلام قُثَم سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے میرے بڑے بیٹے کو اپنی وصیت میں لکھا کہ اس یعنی ابنِ مُلجم کے پیٹ اور شرم گاہ میں نیزہ نہ مارا جائے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ خوارج میں سے تین آدمیوں کو نامزد کیا گیا تھا عبدُالرحمٰن بن مُلجم مُرادی جو قبیلہ حِمْیَر سے تھا اور اس کا شمار قبیلہ مُراد میں ہوتا تھا جو کِنْدَہ کے خاندان بَنُوجَبَلَہ کا حلیف تھا اور بُرَک بن عبداللہ تمیمی اور عَمرو بن بُکَیر تمیمی۔ یہ

تینوں مکّہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے پختہ عہد وپیمان کیے کہ وہ تین آدمیوں یعنی حضرت علی بن ابوطالبؓ، حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ اور حضرت عمرو بن عاصؓ کو ضرور قتل کریں گے، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ یہ نام ان تین قتل کرنے والوں کے تھے جس کا واقعہ حضرت مصلح موعودؓ نے شروع میں بیان کیا تھا، اور لوگوں کو ان سے نجات دلائیں گے۔ عبدالرحمٰن بن مُلجم نے کہا میں علی بن ابوطالب کے قتل کا ذمہ لیتا ہوں۔ بُرَک نے کہا میں معاویہ کے قتل کا ذمہ لیتا ہوں اور عمرو بن بُکیر نے کہا میں تمہیں عمرو بن عاص سے نجات دلاؤں گا۔ اس کے بعد انہوں نے اس بات پر باہم پختہ عہد وپیمان کیا اور ایک دوسرے کو یقین دلایا کہ وہ اپنے نامزد کردہ شخص کو قتل کرنے کے عہد سے پیچھے نہیں ہٹیں گے اور وہ اس تک پہنچے گا یہاں تک کہ اسے قتل کر دے یا اس راہ میں اپنی جان دے دے یعنی اس حد تک وہ جائیں گے یا تو ان تینوں کو قتل کر دیں گے یا اپنی جان دے دیں گے، واپس نہیں آئیں گے۔ انہوں نے آپس میں رمضان کی سترھویں رات اس غرض کے لیے مقرر کی۔ پھر ان میں سے ہر شخص اس شہر کی طرف روانہ ہو گیا جس میں اس کا مطلوبہ شخص رہتا تھا یعنی جسے اس نے قتل کرنا تھا۔ عبدالرحمٰن بن مُلجم کوفہ آیا اور اپنے خارجی دوستوں سے ملا مگر ان سے اپنے قصد کو پوشیدہ رکھا۔ وہ انہیں ملنے جاتا اور وہ اسے ملنے آتے رہے۔ اس نے ایک روز تَیمُ الرِّبَاب قبیلہ کی ایک جماعت دیکھی جس میں ایک عورت قَطام بنت شِجْنَہ بن عَدِی تھی۔ حضرت علیؓ نے جنگ نَہروان میں اِس کے باپ اور بھائی کو قتل کیا تھا۔ وہ عورت ابن مُلجم کو پسند آئی تو اس نے اسے نکاح کا پیغام بھیجا۔ اس نے کہا میں اس وقت تک تجھ سے نکاح نہ کروں گی جب تک تُو مجھ سے ایک وعدہ نہ کرے۔ ابن مُلجم نے کہا کہ تُو جو مانگے گی میں وہ تجھے دوں گا۔ اس نے کہا کہ تین ہزار اور علی بن ابی طالب کا قتل۔ درہم تین ہزار ہوں گے اور علی بن ابوطالب کا قتل۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں تو اس شہر میں علی بن ابوطالب کو قتل کرنے کے واسطے ہی آیا ہوں اور میں تجھے وہ ضرور دوں گا جو تُو نے مانگا۔ پھر ابن مُلجم، شَبِیب بن بَجَرَۃ اَشجعی سے ملا اور اسے اپنے ارادے سے آگاہ کیا اور اپنے ساتھ رہنے کا کہا۔ شَبِیب نے اس کی یہ بات مان لی۔ عبدالرحمٰن بن مُلجم نے وہ رات جس کی صبح کو اس نے حضرت علیؓ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا تھا اَشعَث بن قَیس کِندی کی مسجد میں اس سے سرگوشی کرتے ہوئے گزاری۔ طلوعِ فجر کے قریب اَشعَث نے اسے کہا، اٹھو صبح ہو گئی ہے۔ عبدالرحمٰن بن مُلجم اور شَبِیب بن بَجَرَۃ کھڑے ہو گئے اور اپنی تلواریں لے کر اس تھڑے کے بالمقابل آ کر بیٹھ گئے جہاں سے حضرت علیؓ نکلتے تھے۔ حضرت حسن بن علیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں صبح سویرے حضرت علیؓ کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ اس وقت حضرت علیؓ نے فرمایا: میں رات بھر اپنے گھر والوں کو جگاتا رہا پھر بیٹھے بیٹھے میری آنکھوں پر نیند غالب آ گئی تو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یعنی حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ کی اُمّت کی طرف سے ٹیڑھے پن اور شدید جھگڑے کا سامنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ میں نے کہا: اے اللہ! مجھے ان کے بدلے میں وہ دے جو ان سے بہتر ہو اور ان کو میرے بدلے وہ دے جو مجھ سے بدتر ہو۔ اتنے میں ابنِ نَبَّاح مؤذن آئے اور کہا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ حضرت حسنؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا تو وہ کھڑے ہو کر چلنے لگے۔ ابنِ نَبَّاح آپؓ کے آگے تھے اور مَیں پیچھے۔ جب آپؓ دروازے سے باہر نکلے تو آپؓ نے آواز دی کہ اے لوگو! نماز، نماز۔ صلوٰۃ، صلوٰۃ کی آواز دیتے تھے۔ آپؓ ہر روز اسی طرح کیا کرتے تھے۔ جب آپ نکلتے تو آپ کے ہاتھ میں کوڑا ہوتا تھا اور آپؓ اُسے دروازوں پہ مار کے لوگوں کو جگایا کرتے تھے۔ عین اس وقت وہ دونوں حملہ آور آپؓ کے سامنے نکل آئے۔ عینی شاہدوں میں سے بعض کا کہنا ہے کہ میں نے تلوار کی چمک دیکھی اور ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے علی! حکم اللہ کے لیے ہے نہ کہ تمہارے لیے۔ پھر میں نے دوسری تلوار دیکھی۔ پھر دونوں نے مل کر وار کیا۔ عبدالرحمٰن بن مُلجم کی تلوار حضرت علیؓ کی پیشانی سے سر کی چوٹی تک پڑی اور دماغ تک پہنچ گئی جبکہ شَبِیب کی تلوار دروازے کی لکڑی پر جا لگی۔ میں نے حضرت علیؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یہ آدمی تم سے بھاگنے نہ پائے۔ لوگ ہر طرف سے ان پر ٹوٹ پڑے مگر شَبِیب بچ کر نکل گیا جبکہ عبدالرحمٰن بن مُلجم گرفتار کر لیا گیا اور اسے حضرت علیؓ کے پاس پہنچا دیا گیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اسے اچھا کھانا کھلاؤ اور نرم بستر دو۔ اگر میں زندہ رہا تو میں اس کا خون معاف کرنے یا قصاص لینے کا زیادہ حق دار ہوں گا اور اگر میں فوت ہو گیا تو اسے بھی قتل کر کے میرے ساتھ ملا دینا۔ میں رب العالمین کے پاس اس سے جھگڑوں گا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد۔ جلد 3 صفحہ 25 تا 27 دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

حضرت اقدسؑ کی نظر میں سیّد و مولیٰ فخر الانبیاء، خیر الوریٰ حضرت محمد ﷺ کا مقام و مرتبہ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"مَیں نے محض خدا کے فضل سے، نہ اپنے کسی ہنر سے، اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو مَیں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور مَیں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔ اور مَیں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچی اور کامل پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ وہ قلب سلیم ہے۔ یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذّت کا طالب ہو جاتا ہے۔ پھر بعد اس کے ایک مصفّٰی اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلب سلیم کے حاصل ہوتی ہے"۔ (جب دنیا کی محبت نکالی جاتی ہے تو پھر محبت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔) "اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔ بلکہ یکطرفہ محبت کا دعویٰ بالکل ایک جھوٹ اور لاف وگزاف ہے۔ جب انسان سچے طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ تب زمین پر اس کے لئے ایک قبولیت پھیلائی جاتی ہے اور ہزاروں انسانوں کے دلوں میں ایک سچی محبت اس کی ڈال دی جاتی ہے۔۔۔۔۔۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 64-65)

تذکرہ صحابہ کرام ﷺ

تحریر: شہریار اکبر۔ مربی سلسلہ بیلجیئم

مقدس لہو اور عشق و وفا

صحابہ کرام کا آنحضرت ﷺ کے ساتھ عشق کا اندازہ ایک اور واقعہ سے کریں۔ غزوہ احد میں آنحضرت ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہوا تو حضرت مالک بن سنان نے بڑھ کر خون کو چوسا اور ادب کے خیال سے چوسے ہوئے خون کو زمین پر پھینکنا گوارا نہ کیا بلکہ اسے پی گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی ایسے آدمی کو دیکھنا چاہے جس کا خون میرے خون سے آمیز ہو تو وہ مالک بن سنان کو دیکھے۔ اس کے بعد حضرت مالک نے نہایت بہادری کے ساتھ لڑکر شہادت حاصل کی۔

(سیر انصار جلد 1 ص 185)

بدلے کی آگ اور مقدس و اطہر جسم مبارک

جنگ بدر کے موقعہ پر آنحضرت ﷺ ایک تیر کے ساتھ اسلامی لشکر کی صفیں درست کر رہے تھے۔ ایک صحابی سواد نامی صف سے کچھ آگے بڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے تیر کے اشارہ سے انہیں پیچھے ہٹنے کو کہا تو اتفاق سے تیر کی لکڑی آہستہ سے ان کے سینہ میں لگی۔ انہوں نے جرأت کر کے عرض کیا۔ کہ یارسول اللہ آپ کو خدا نے حق و انصاف کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ مگر آپ نے مجھے ناحق تیر مارا۔ میں تو اس کا بدلہ لوں گا۔ صحابہ کرام ان کی اس بات پر دل ہی دل میں بہت پیچ و تاب کھا رہے تھے اور چاہتے تھے کہ ایسے گستاخانہ کلمات ادا کرنے والی زبان کاٹ ڈالیں۔ گو ادب کی وجہ سے بولتے نہ تھے۔ ان کے یہ جذبات بھی اس عشق کا نتیجہ تھے جو ان کو اپنے ہادی ﷺ کے ساتھ تھا۔ لیکن اپنی محبت کے باعث وہ اس محبت کا اندازہ نہ کر سکتے تھے جس کا چشمہ حضرت سواد کے دل میں ابل رہا تھا۔ اور جس سے مجبور ہو کر انکے منہ سے یہ گستاخانہ الفاظ نکلے تھے۔ آنحضرت ﷺ جو سراپا انصاف اور مساوات تھے کب اس بات کو گوارا کر سکتے تھے کہ کسی شخص کے دل میں خیال رہے کہ آپ نے اس سے زیادتی کی ہے۔ چنانچہ آپ نے فوراً فرمایا کہ بہت اچھا تم مجھ سے بدلہ لے لو۔ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میرا سینہ ننگا تھا۔ جس وقت آپ کا تیر مجھے لگا۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے بھی اپنے سینہ مبارک سے کپڑا اٹھا دیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ دنیائے عشق و محبت میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ حضرت سواد آگے بڑھے اور نہایت ادب کے ساتھ اپنے پیارے محبوب کے سینہ مبارک کو چوم لیا۔ اور اس طرح اپنی بے قرار روح کی تسکین حاصل کی۔ یہ دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ سواد یہ تمہیں کیا سوجھی۔ حضرت سواد نے رقت بھری آواز میں عرض کیا۔ یارسول اللہ زبردست دشمن کے ساتھ مقابلہ ہے جنگ کا میدان ہے اور کوئی دم معرکہ کارزار گرم ہونے والا ہے خدا جانے کون زندہ رہتا ہے اور کسے شہادت کا درجہ نصیب ہوتا ہے معلوم نہیں۔ پھر اس مقدس وجود کو دیکھنے کا موقعہ ملتا ہے یا نہیں۔ میرے دل میں یہ خیالات موجزن تھے کہ معلوم نہیں پھر اس مقدس و اطہر جسم کو چھونے کی سعادت کبھی حاصل ہو سکے گی یا نہیں اس لیے میں نے چاہا کہ مرنے سے قبل ایک مرتبہ آپ کے جسم مبارک کو تو چھولوں اور اس کے لیے میرے دل نے یہی صورت تجویز کی۔

(سیرۃ ابن ہشام ذکر غزوہ بدر)

"آپ زندہ ہیں تو پھر سب مصائب ہیچ ہیں"

مردوں کی فدائیت تو کجا مسلم خواتین کو بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایسا بے نظیر اخلاص تھا کہ وہ حضور کے وجود کو اپنے تمام اقرباء سے زیادہ قیمتی تصور کرتی تھیں۔ جنگ احد سے فارغ ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ بمع صحابہ کرام کے شام کے قریب مدینہ کو واپس ہوئے۔ چونکہ اس جنگ میں یہ افواہ پھیل چکی تھی کہ آنحضرت ﷺ نے شہادت پائی ہے اس لیے مدینہ کی عورتیں عالم گھبراہٹ میں گھروں سے نکل کر رستہ پر کھڑی تھیں۔ اور عالم بے تابی میں منہ اٹھا اٹھا کر دیکھ رہی تھیں کہ اس طرف سے کوئی آتا ہوا دکھائی دے اور وہ آنحضرت ﷺ کے متعلق دریافت کریں۔ ایک انصاری عورت نے ایک شخص سے جو اسے احد سے واپس آتا ہوا دکھائی دیا آنحضرت ﷺ کے متعلق دریافت کیا۔ اس کا دل چونکہ مطمئن تھا اور جانتا تھا کہ حضور صحیح و سالم ہیں۔ اس نے اس عورت کے سوال کا تو کوئی جواب نہ دیا لیکن یہ کہا کہ تمہارا باپ شہید ہو گیا ہے۔ لیکن جس طرح اس مرد نے آنحضرت ﷺ کے متعلق کوئی تشویش نہ ہونے کی وجہ سے اس عورت کے سوال کی طرف کوئی توجہ نہ دی اسی طرح اس عورت نے اپنی بے تابی کے باعث اس خبر کو کوئی اہمیت نہ دیتے ہوئے پھر حضور علیہ اسلام کے متعلق پوچھا۔ اس نے پھر اپنے اطمینان قلب کے باعث اس کی تشویش کا اندازہ نہ کرتے ہوئے اسے اس کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ کہا کہ تمہارا بھائی بھی شہید ہو چکا ہے۔ مگر اسکے نزدیک یہ خبر بھی چنداں اہمیت نہ رکھتی تھی۔ اس کی نظر میں باپ اور بھائی بہن سب

اس وقت ہیچ نظر آرہے تھے اور ایک ہی خیال تھا کہ اس محبوب حقیقی کی حالت سے آگاہ ہو۔ اس لیے اس نے اس خبر کو بھی نہایت بے التفاتی سے سنا اور نہایت بے تابی کے ساتھ پھر وہی سوال دھرایا۔ یعنی آنحضرت صَلَّىٰ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے متعلق دریافت کیا کہ آپؐ کیسے ہیں لیکن اب بھی اس کو اس بے چاری کے جذبات کا احساس نہ ہوسکا۔ اور بجائے اس کے کہ اسے آنحضرت صَلَّىٰ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خیریت کی خبر سنا کر اس کے دل کو راحت پہنچاتا اسے اس کے خاوند کی شہادت کی اندوہناک خبر سنائی۔ مگر اس خبر نے بھی جو اس کے امن کو جلا کر خاکستر کردینے کے لیے کافی تھی اس شمع نبوت کے پروانہ پر کوئی اثر نہ کیا اور اس کی توجہ کو نہ ہٹایا۔ اس نے پھر نہایت بے تابی کے ساتھ آنحضرت صَلَّىٰ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی خیریت دریافت کی۔ اور بے چین ہوکر بولی کہ مجھے ان خبروں کی ضرورت نہیں۔ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ کون مرا، کون جیتا ہے مجھے تو صرف یہ بتاؤ کہ رسول خدا صَلَّىٰ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا کیا حال ہے۔ آخر جب اس کے پاس اس کے متعلقین کے تعلق کوئی اور خبر نہ رہی تو اس نے اسے بتایا کہ آنحضرت صَلَّىٰ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں اور صحیح و سالم تشریف لا رہے ہیں۔ یہ جواب سن کر اس کی جان میں جان آئی او باوجودیکہ ایک لحہ پہلے وہ اپنے تمام خاندان کی تباہی کی خبر سن چکی تھی لیکن آنحضرت صَلَّىٰ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی سلامتی کی خبر نے تمام صدمات کو اس کے دل سے محو کردیا۔ اور ایک ایسی راحت اور تسکین کی لہر اس کے رگ و ریشہ میں سرایت کرگئی کہ بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔ کل مصیبۃ جلل۔ یعنی اگر آپ زندہ ہیں تو پھر سب مصائب ہیچ ہیں۔

(سیرۃ ابن ہشام ج3 ص105)

موت کی دستک اور آخری پیغام

حضرت سعد بن ربیع جنگ احد میں سخت زخمی ہوگئے تھے۔ جنگ کے بعد آنحضرت صَلَّىٰ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے حضرت ابی بن کعب کو انکے متعلق دریافت حال کے لیے بھیجا۔ وہ تلاش کرتے ہوئے بڑی مشکل سے آپ تک پہنچے۔ حضرت سعد اس وقت حالت نزع میں تھے۔ حضرت ابی نے ان سے دریافت کیا کہ کوئی پیغام ہو تو دے دو۔ اب ہر شخص اپنے دل میں غور کرے کہ ایسی حالت اگر اسے پیش آئے تو وہ کیا پیغام دے گا۔ یقیناً اس کے سامنے اس وقت اس کے بیوی بچے عزیز و اقارب مال اور جائیداد اور لین دین کے معاملات ایک ایک کرکے آتے جائیں گے۔ اور اس موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے جس قدر تفصیل سے ممکن ہو بیوی بچوں کے مستقبل، ان کے ساتھ اظہار محبت و الفت، تلقین صبر و رضا، جائداد و املاک کے مناسب انتظام وغیرہ وغیرہ امور کے متعلق ہدایات دینا ضروری سمجھے گا لیکن اس سعید نوجوان نے عین اس وقت جبکہ اسے اپنی موت نہایت ہی قریب نظر آرہی تھی اور وہ دیکھ رہا تھا کہ بہت تھوڑے عرصہ کے بعد اس کی آنکھیں بند ہو جائیں گی، طاقت گویائی سلب ہو جائے گی اور اس کے لیے اپنے متعلقین کے واسطے کوئی پیغام دینا ناممکن ہو جائے گا۔ لیکن باوجود اس کے اس وقت نہ اس کے سامنے اپنی بیوی کی بیوگی آئی، اور نہ اس کے سامنے بچوں کی یتیمی، کہ ان کے تعلق میں کوئی جملہ زبان سے نکالتا۔ اور اس نے جو پیغام دیا وہ یہ تھا کہ میرے بھائی مسلمانوں کو میرا پیغام پہنچا دینا اور میری قوم سے کہنا کہ اگر تمہاری زندگی میں رسول خدا صَلَّىٰ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو کوئی تکلیف پہنچ گئی تو یاد رکھنا کہ خدا تعالیٰ کے حضور تمہارا کوئی جواب مسموع نہ ہوگا۔ یہ الفاظ کہے اور جان دے دی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

(موطا کتاب الجہاد باب ترغیب فی الجہاد)

برکاتِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم گزشتہ ایک سو پانچ سال سے اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کو پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ جماعت پر مختلف دور آئے لیکن جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی ترقی کی منزل پر نہایت تیزی سے آگے بڑھتی چلی جارہی ہے۔ ایک ملک میں دشمن ظلم و بربریت سے سختیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے، ظلم و بربریت کرتا ہے تو دوسرے ملک میں اللہ تعالیٰ کامیابی کے حیرت انگیز راستے کھول دیتا ہے اور یہی نہیں بلکہ جس ملک میں تنگیاں پیدا کی جاتی ہیں، وہاں بھی افرادِ جماعت کے ایمانوں کو مضبوط فرماتا چلا جاتا ہے۔ اور پھر جب مَیں اپنی ذات میں یہ دیکھتا ہوں میری تمام تر کمزوریوں کے باوجود کہ کس طرح اللہ تعالیٰ جماعت کو ترقی کی شاہراہوں پر دوڑاتا چلا جارہا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان میں اور ترقی ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین مزید کامل ہوتا ہے کہ یقیناً خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے جو جماعت کو آگے سے آگے لے جاتا چلا جارہا ہے اور جس کو بھی خدا تعالیٰ خلیفہ بنائے گا، قطع نظر اس کے کہ اُس کی حالت کیا ہے اپنی تائیدات سے اُسے نوازتا چلا جائے گا۔ ان شاءاللہ۔

سیرتِ خلفائے احمدیہ

تحریر: شہریار اکبر۔ مربی سلسلہ بیلجیئم

صدقِ دل سے بیعت

سچائی کی فطرت رکھنے والوں ان محبان اسلام میں ایک مبارک وجود حضرت مولانا حکیم نورالدینؓ کا تھا۔ جو اس بات کی سچی تڑپ رکھتے تھے اور اس کے لئے دعا گو تھے کہ خدا تعالیٰ انہیں ایسا شخص دکھادے جو دین اسلام کی تجدید کرنے اور اسلام کی طرف سے دشمنوں کے حملوں کا دفاع کرنے والا ہو۔ آپ فرماتے ہیں:

"مجھے نہایت طلب اور جستجو تھی اور میں صادقوں کی ندا کا منتظر تھا۔ اسی اثناء میں مجھے حضرت السید الاجل اور بہت ہی بڑے علامہ اس صدی کے مجدد مہدی الزماں مسیح دوران اور مئولف براہین احمدیہ کی طرف سے خوشخبری ملی۔ میں ان کے پاس پہنچا تا حقیقت حال کا مشاہدہ کروں۔ میں نے فوراً بھانپ لیا کہ یہی موعود حکم و عدل ہے اور یہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تجدید دین کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ میں نے فوراً اللہ تعالیٰ کے حضور لبیک کہا اور اس عظیم الشان احسان پر اس کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گر گیا۔ اے ارحم الراحمین خدا! تیری حمد، تیرا شکر اور تیرا احسان ہے۔ پھر میں نے مہدی الزمان کی محبت کو اختیار کر لیا اور آپ کی بیعت صدق دل سے کی، یہانتک کہ مجھے آپ کی مہربانی اور لطف و کرم نے ڈھانپ لیا اور میں دل کی گہرائیوں سے ان سے محبت کرنے لگا۔ میں نے انہیں اپنی جائیداد اور اپنے سارے اموال پر ترجیح دی بلکہ اپنی جان، اپنے اہل و عیال اور والدین اور اپنے سب عزیز و اقارب پر انہیں مقدم جانا۔ ان کے علم و عرفان نے میرے دل کو والہ و شیدا بنا لیا۔ اس خدا کا شکر ہے جس نے میرے لئے ان کی ملاقات مقدر فرمائی اور یہ میری خوش بختی ہے کہ میں نے انہیں باقی سب لوگوں پر ترجیح دی اور میں ان کی خدمت کے لئے اس جاں نثار کی طرح کمربستہ ہو گیا جو کسی میدان میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا۔ پس اس اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ پر احسان فرمایا اور وہ بہتر احسان کرنے والا ہے۔"

(حیاتِ نور صفحہ 112-111 بحوالہ کرامات الصادقین)

انقلابی الہامی تحریک کا اجراء

1934ء میں جماعت کے خلاف ایک بہت بڑا طوفان اٹھایا گیا۔ صداقت کے مخالفوں نے اپنی کامیابی کے لئے تمام دنیوی سامان جمع کر لئے۔ ان کی پشت پر ہندو سرمایہ تھا۔ ان کی امداد آل انڈیا کانگریس کے اکابر کر رہے تھے۔ انگریز کی اس وقت کی حکومت کے بعض افسر جن میں پنجاب کے گورنر بھی شامل تھے ان کی بھرپور حمایت کر رہے تھے۔ مخالفت کرنے والا یہ گروہ جو اپنے آپ کو "مجلس احرار" کے نام سے مشہور کرتا تھا ان کے مقاصد وہی تھے جو قائد اعظم کے مقابلہ میں ہندو کانگریس کے تھے اور یہ بظاہر مسلمان اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لئے اور اپنے سرپرستوں ابوالکلام آزاد اور مسٹر پٹیل کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہر کام کر گزرتے تھے اور اس بات کی انہیں کوئی پروا نہیں تھی کہ یہ کام خلاف اسلام، خلاف قرآن اور خلاف عقل و نقل ہے۔ اس مجلس کے اس وقت کے سیکرٹری جنرل شورش کاشمیری نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ مولانا آزاد کی سفارش پر مسٹر پٹیل سے ایک بھاری رقم وصول کی جس کی بندر بانٹ کی دلچسپ روئیداد بھی مفصل تحریر کی گئی ہے۔

جماعت احمدیہ کی تو یہ قرآنی پالیسی رہی ہے کہ

أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ۔

(الفتح:30)

مخالفوں کا کوئی اثر قبول کئے بغیر باہم پیار و محبت سے اپنے مقصد یعنی سچائی کے بول بالا کرنے کے لئے کام کئے جانا۔

ہمارے پیارے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے یہی پر حکمت طریق اختیار فرمایا۔

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں

آپ نے جماعت کے سامنے ایک بہت ہی بابرکت اور انقلابی الہامی تحریک جاری فرمائی جو جماعت میں "تحریک جدید" کے نام سے مشہور ہے۔

مذکورہ تحریک کا اعلان کرنے سے پہلے آپ نے فرمایا کہ اس تحریک سے پہلے میں یہ چاہتا ہوں کہ افراد جماعت باہم پیار و محبت کی فضا پیدا کریں اور اگر کسی کی اپنے بھائی سے ناراضگی ہے تو وہ اس کے پاس جائے اور اس سے صلح کرے۔ آپ نے یہ بھی وضاحت فرمائی کہ ہر وہ شخص جو یہ سمجھتا ہے کہ اس ناراضگی میں میں مظلوم ہوں اور میرے مخالف کی زیادتی ہے تو

میں یہ حکم دیتا ہوں کہ صلح میں ابتدا اس کی طرف سے ہونی چاہیے جو اپنے آپ کو مظلوم سمجھتا ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ قادیان کے لوگ جو یہ خطبہ سن رہے ہیں وہ آج شام تک اس پر عمل کر لیں اور باہر جب جماعتوں میں یہ خطبہ جائے تو وہ لوگ بھی بلا تاخیر اس کی تعمیل کریں۔ آپ اپنی اس نہایت ضروری اور اہم نصیحت کی یاددہانی بھی کرواتے رہتے تھے۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا۔

"آج چھ ماہ کے بعد میں پھر ان لوگوں سے جنہوں نے اس عرصہ میں کوئی جھگڑا کیا ہو کہتا ہوں کہ وہ توبہ کریں، توبہ کریں، توبہ کریں ورنہ خدا کے رجسٹر سے ان کا نام کاٹ دیا جائے گا اور وہ تباہ ہو جائیں گے۔ منہ کی احمدیت انہیں ہرگز ہرگز نہیں بچا سکے گی۔ ایسے لوگ خون آلود گندے چیتھڑے کی طرح ہیں جو پھینک دیئے جانے کے قابل ہے۔ اس لئے ہر وہ شخص جس نے اپنے بھائی سے جنگ کی ہوئی ہے میں اس سے کہتا ہوں کہ بیشتر اس کے کہ خدا کا غضب اس پر نازل ہو وہ ہمیشہ کے لئے صلح کر لے۔"

(تقریر 26ر مئی 1935ء)

اسمبلی کے الیکشن کی تیاری میں کارکردگی

اسمبلی کے الیکشن میں حضرت چوہدری فتح محمد صاحب بٹالہ کے ایک بااثر گدی نشین خاندان کے امیدوار کے مقابل پر جماعت کے نمائندہ کی حیثیت سے کھڑے ہوئے۔ اس الیکشن میں آپ نے دن رات ایک کر کے انتہائی جانفشانی سے انتخابی مہم میں حصہ لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کامیابی عطا فرمائی۔ اس الیکشن کا ایک دلچسپ واقعہ آپ نے مجھے سنایا کہ قادیان کے قریب پٹھانوں کے ایک گاؤں کڑی افغاناں میں آپ انتخابی مہم کے سلسلہ میں گئے اور گاڑی کے ایک با اثر زمیندار غلام محمد خان صاحب (غلام محمد خان صاحب ہمارے ننھیالی عزیز تھے اور رشتے میں میری والدہ کے پھوپھا تھے) سے ملے۔ انہوں نے آپ کو رات کے ایک بجے دریائے بیاس کے کنارے پر ملنے کے لئے کہا۔ آپ فرمانے لگے کہ اُس نے سوچا امیر زادہ ہے اتنی محنت کہاں کرے گا کہ آدھی رات کو دریا کے کنارے پہنچے۔ لیکن میں وہاں چلا گیا۔ اور باتیں ہوئیں۔ اُس نے دوسری رات پھر مجھے ایک بجے وہیں دریا کے کنارے پر آنے کے لئے کہا۔ میں دوسری رات بھی وہاں پہنچ گیا۔ تو پھر اس نے مجھے اگلے دن صبح دن کے گیارہ بارہ بجے گاؤں آنے کے لئے کہا اور خوب اونچے پلنگوں پر بٹھایا اور اپنی مدد کا وعدہ کیا۔ اور پھر اپنے وعدہ کو پورا بھی کیا اور اس گاؤں کے سارے ووٹ ہمیں ملے۔ یہ واقعہ سنانے کے بعد آپ نے فرمایا۔" (کڑی افغاناں) کے پٹھان وفادار ہوتے ہیں۔"

(سیرت حضرت مرزا ناصر احمد۔ سیدہ طاہرہ صدیقہ ناصر)

قرآن پاک پڑھنے اور سیکھنے کی تحریک

۴) حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: کو مسند خلافت پر متمکّن ہونے سے قبل بھی کثرت سے مجالس سوال و جواب کے انعقاد کا موقع ملا جس میں قرآن مجید کے مختلف مضامین کو کھول کر بیان کیا جاتا تھا۔ پھر خلیفۃ المسیح منتخب ہونے کے بعد معارف قرآنی کے بیان میں وسعت آتی گئی جن میں آپ کے خطبات ودروس کے ساتھ ساتھ کئی قسم کی مجالس سوال وجواب بھی شامل ہیں۔ حضور رحمہ اللہ رمضان المبارک میں قرآن کریم کا درس بھی دیا کرتے تھے جو مختلف ادوار میں انگریزی اور اردو میں جاری رہا۔ MTA کی نعمت سے قبل ان خطبات اور دروس کو جماعت تک پہنچانے کے لیے آڈیو اور ویڈیو کیسٹس تیار کی جاتیں اور احباب جماعت ان سے مستفیض ہوتے تھے، پھر جب MTA کا آغاز ہوا تو ساری دنیا ان معارف سے ایک منفرد انداز میں سیراب ہونے لگی اور اب بھی ہو رہی ہے۔

آپ کا ایک منفرد کارنامہ ایم ٹی اے پر سارے قرآن کا ترجمہ اور بعض تفسیری امور پر روشنی تھی جو ۳۰۵ کلاسز کی صورت میں موجود ہیں اور قرآن کریم سیکھنے اور سمجھنے کے لیے عظیم تحفہ ہیں۔ حضور نے یہ تحریک بھی فرمائی کہ جماعت ان کلاسوں سے استفادہ کرے اور اگر ایم ٹی اے پر سننا ممکن نہیں تو ان کی ویڈیو کیسٹس کا استعمال کیا جائے۔

آپ نے قرآن کریم پڑھنے اور سیکھنے سے متعلق متعدّد تحریکات فرمائیں اور بیشمار مرتبہ اس مقصد کے لیے خطبات ارشاد فرمائے۔

ایک دفعہ فرمایا: "کلام الٰہی سے محبت ایک ایسی چیز ہے جو نسلوں کو سنبھالے رکھتی ہے... قرآن کریم پر زور دینا اور تلاوت سے اس کا آغاز کرنا بہت ہی اہم ہے... ہر گھر والے کا فرض ہے کہ وہ قرآن کی طرف توجہ دے، قرآن کے معارف کی طرف توجہ دے، ایک بھی گھر کا فرد ایسا نہ ہو جو روزانہ قرآن کے پڑھنے کی عادت نہ رکھتا ہو اور قرآن کریم کے مضامین سمجھ کر پڑھے اور جو بھی ترجمہ میسر ہو اس کے ساتھ ملا کر پڑھے... قرآن کریم کے ترجمے کے ساتھ پڑھنے کی طرف ساری جماعت کو متوجہ ہونا چاہیے۔ کوئی بھی ایسا نہ ہو جس کے پاس سوائے اس کے کہ شرعی عذر ہو جو روزانہ قرآن کریم کی تلاوت سے محروم رہے... میں چاہتا ہوں کہ نئی صدی سے پہلے پہلے ہر گھر نمازیوں سے بھر جائے اور ہر گھر میں تلاوتِ قرآن کریم ہو۔ کوئی بچہ نہ ہو جسے تلاوت کی عادت نہ ہو۔ اس کو کہیں کہ تم ناشتہ چھوڑ دیا کرو مگر سکول سے پہلے تلاوت ضرور کرنی ہے اور تلاوت کے وقت کچھ ترجمہ ضرور پڑھو، خالی تلاوت نہ کرو۔"

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ ۴ر جولائی ۱۹۹۷ء)

قرآن مجید کی عظمت وشان

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دل میں قرآن کریم کی عظمت آپ کے بیان کردہ خطبات اور تقاریر سے بخوبی عیاں ہوتی ہے۔ آپ کا نوجوانی کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں جس سے پتا چلتا ہے کہ آپ قرآن کریم پڑھتے ہوئے آداب تلاوت کا کس قدر اہتمام فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ "ایک دفعہ میں وقف عارضی پر کسی کے ساتھ گیا ہوا تھا۔ تو ایک دن صبح کی نماز کے بعد ہم تلاوت سے فارغ ہوئے تو وہ مجھے کہنے لگے کہ میاں تم سے مجھے ایسی امید نہیں تھی۔ میں سمجھا پتہ نہیں مجھ سے کیا غلطی ہو گئی۔ میں نے پوچھا ہوا کیا ہے۔ کہنے لگے کہ میں دو تین دن سے دیکھ رہا ہوں کہ تم تلاوت کرتے ہو تو بڑی ٹھہر ٹھہر کے تلاوت کرتے ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اٹکتے ہو تمہیں ٹھیک طرح قرآن کریم پڑھنا نہیں آتا۔ تو میں نے ان کو کہا کہ اٹکتا نہیں ہوں بلکہ مجھے اسی طرح عادت پڑی ہوئی ہے۔ ہر ایک کا اپنا اپنا طریق ہوتا ہے... لیکن میں نے کہا مجھے تیز پڑھنا بھی آتا ہے بے شک تیز پڑھنے کا مقابلہ کر لیں لیکن بہرحال جس میں مجھے مزا آتا ہے اسی طرح میں پڑھتا ہوں، تلاوت کرتا ہوں۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ بعض لوگ اپنی علمیت دکھانے کے لئے بھی سمجھتے ہیں کہ تیز پڑھنا بڑا ضروری ہے حالانکہ اللہ اور اللہ کے رسول کہہ رہے ہیں کہ سمجھ کے پڑھو تا کہ تمہیں سمجھ بھی آئے اور یہی مستحسن ہے۔ اور جیسا کہ میں نے کہا ہر ایک کی اپنی اپنی استعداد ہے۔ ہر ایک کی اپنی سمجھنے کی رفتار اور اخذ کرنے کی قوت بھی ہے تو اس کے مطابق بہرحال ہونا چاہئے اور سمجھ کر قرآن کریم کی تلاوت ہونی چاہئے۔ قرآن کریم کا ادب بھی یہی ہے کہ اس کو سمجھ کر پڑھا جائے۔ اگر اچھی طرح ترجمہ آتا بھی ہو تب بھی سمجھ کر، ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کا حق ادا کرتے ہوئے پڑھنا چاہئے تا کہ ذہن اس حسین تعلیم سے مزید روشن ہو۔ پھر جب انسان سمجھ لے، ہر ایک کا اپنا علم ہے اور استعداد ہے جس کے مطابق وہ سمجھ رہا ہوتا ہے جیسا کہ میں نے کہا لیکن قرآن کریم کا فہم حاصل کر کے اس کو بڑھانا بھی مومن کا کام ہے۔"

تذکرہ اصحابِ احمدؑ

تحریر: شہریار اکبر۔ مربی سلسلہ بیلجیئم

"سارا ہی قربان جاؤں"

حضرت الحاج حکیم نور الدین صاحب مع اپنی اہلیہ، حضرت امّاں جان سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ اور دیگر سینکڑوں مخلصین بلاتوقّف ایمان لاکر اوّلین صحابہ سے جا ملے۔ حضرت الحاج حکیم نور الدین صاحب نے جب پہلی مرتبہ حضور کو دیکھا تو برجستہ فرمایا:

"یہی مرزا ہے اور اس پر میں سارا ہی قربان ہو جاؤں"

(حیات نور صفحہ ۱۱۶)

حسن و خوبی اور دلکش ذاتِ مبارکہ

حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ آف قاضی کوٹ ضلع گوجرانوالہ حضور کے دعویٰ سے بہت پہلے فروری ۱۸۸۵ء میں حضور کی زیارت سے پہلی بار مشرف ہوئے اور صرف پانچ روزہ قیام میں حضورؑ کی صحبت سے اس قدر متأثر ہوئے کہ واپس روانگی سے پہلے مسجد اقصیٰ کی دیوار پر ایک طویل تحریر لکھ گئے جس کی جان فارسی کا یہ شعر تھی۔

حسن و خوبی و دلبری بر تو تمام
صحبتے بعد از لقائے تو حرام

یعنی حسن و خوبی اور دل کشی کا خدا داد ملکہ آپ کی ذات پر مکمل ہو چکا ہے۔ اس لیے اب کوئی بھی صحبت آپ کی صحبت اور ملاقات کے بعد حرام ہے۔

(اصحاب احمد جلد ششم صفحہ ۱۱)

نمازوں میں سوز و گداز کی خواہش

حضرت مسیح موعود کے اصحاب میں بھی قیام عبادت، توجہ الی اللہ اور اقامت صلوٰۃ کی بے شمار نہایت روشن اور درخشندہ مثالیں ملتی ہیں۔ ان کی باجماعت نمازوں کا التزام و اہتمام اور ان میں سوز و گداز غیر معمولی تھا۔ حضرت شیخ غلام احمد صاحب واعظؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے ارادہ کیا کہ آج کی رات مسجد مبارک میں گزاروں گا اور تنہائی میں اپنے مولیٰ سے جو چاہوں گا، مانگوں گا۔ مگر جب مسجد مبارک میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص سجدے میں پڑا ہوا ہے اور الحاح سے دعا کر رہا ہے۔ اس کے الحاح کی وجہ سے میں نماز بھی نہ پڑھ سکا اور اس شخص کی دعا کا اثر مجھ پر بھی طاری ہو گیا اور میں بھی دعا میں محو ہو گیا کہ یا الٰہی! یہ شخص تیرے حضور سے جو کچھ بھی مانگ رہا ہے، وہ اس کو دے دے۔ اور میں کھڑا کھڑا تھک گیا کہ یہ شخص سر اٹھائے تو معلوم کروں کہ کون ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے پہلے وہ کتنی دیر سے آئے ہوئے تھے مگر جب آپ نے سر اٹھایا تو دیکھتا ہوں کہ حضرت میاں محمود احمد صاحب ہیں۔ میں نے السلام علیکم کہا اور مصافحہ کیا اور پوچھا: میاں! آج اللہ تعالیٰ سے کیا کچھ لے لیا؟ تو آپؓ نے فرمایا: میں نے تو یہی مانگا ہے کہ الٰہی! مجھے میری آنکھوں سے دین کو زندہ کرکے دکھا۔

(الفضل 16/فروری 1968ء)

باجماعت نماز کا التزام

حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی، حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ، حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحبؓ، حضرت منشی محمد اسماعیل صاحبؓ سیالکوٹی، حضرت حافظ معین الدین صاحبؓ جو نابینا تھے اور کتنے ہی دوسرے صحابہ ہیں جنہیں آخری عمر میں بیماری و معذوری کے باوجود گھر پر نماز ادا کرنی گوارا نہ تھی، بارش ہو، آندھی ہو، کڑکڑاتا جاڑا ہو یا تیز دھوپ مسجد پہنچ کر نماز باجماعت میں شامل ہوتے۔

(اصحاب احمد جلد 7، صفحہ 10، اصحاب احمد جلد 13 صفحہ 290، اصحاب احمد جلد 7 صفحہ 200)

اطاعت خلافت اور بابرکت ثمرات تائیداتِ الٰہی کی روشنی میں

تحریر: الف فضل ۔ مربی سلسلہ پاکستان

قسط نمبر 01

اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡاَشۡہَادُ

(سورۃ المومن: آیت 52)

ترجمہ: یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور اُن کی جو ایمان لائے اِس دنیا کی زندگی میں بھی مدد کریں گے اور اُس دن بھی جب گواہ کھڑے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ بیان فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں، ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانے میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353، 354)

اطاعت کے بغیر دنیا کا کوئی نظام نہیں چلتا، اطاعت ہر نظام کے لئے ریڑھ کی ہڈی ہے۔ مگر دنیوی نظام میں اطاعت صرف منصب و دولت وغیرہ کے حصول کی خاطر ہوتی ہے جبکہ دین میں اطاعت اور عدمِ اطاعت کا اثر اُخروی زندگی پر بھی پڑتا ہے۔ اسی اطاعت پر ایمان اور عدمِ ایمان کی عمارت کھڑی کی جاتی ہے۔ قرآنِ کریم کی رُو سے اطاعت کرنے والا مومن اور انکار کرنے والا فاسق کہلاتا ہے۔ اطاعتِ خلافت ایک نعمت ہے جو رضائے باری تعالیٰ کی صورت میں مومن کو ملتی ہے۔ جس طرح نبوّت پر ایمان یا اس کے انکار کی صورت میں انسان خدا تعالیٰ کی رضا یا اُس کی ناراضگی کا مورد بنتا ہے اسی طرح خلافت پر ایمان یا اس کا انکار اللہ تعالیٰ کی خوشنودی یا ناراضگی کا موجب ہے۔

خدا تعالیٰ نے اطاعت کی اس عظیم الشان نعمت کا اظہار تصوّرِ خلافت کے ساتھ ہی باندھ دیا تھا۔

چنانچہ حضرت آدمؑ کا واقعہ بیان فرما کر بتایا کہ انسان کی تمام تر سعادتیں جذبۂ اطاعت میں مضمر ہیں اور تمام تر شقاوتیں نافرمانی کی کوکھ سے جنم لیتی ہیں۔ سعادتوں کا یہ سرچشمہ نبوت کے بعد خلافت ہے جس سے پہلو تہی دامنِ فسق سے ہمکنار کرتی ہے۔

مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ

(سورۃ النور آیت 56)

یہی اطاعت ہے جس کی حقیقی روح اور حسن لفظ "سجدہ" میں مضمر ہے۔ اسے ادا کرنے والا روحِ ملائکہ اور اس کا منکر بد روح ابلیس رکھتا ہے۔ چنانچہ **حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے تھے:**

"اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنادیا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے۔ فرشتے بن کر اطاعت و فرمانبرداری کرو۔ ابلیس نہ بنو۔"

(بدر 4 جولائی 1921ء)

نیز فرمایا:

"چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میّت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔"

(خطباتِ نور صفحہ 131 مطبوعہ قادیان 2003ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ بیان فرماتے ہیں:

تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا۔

تمہارا اسے فکر ہے درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اس کو چین نہیں آتا۔ لیکن کیا تم ایسے انسان کے حالات کا اندازہ کر سکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بیمار ہوں۔

(برکات خلافت تقریر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ صاحب صفحہ نمبر 5،6)

زمینِ نبوّت پہ شجرِ مقدّس
ثمر ایمان، کرّوبی قلوب اس کی گل ہے
مٹاتی ہے یہ فرقِ معشوق و عاشق
جماعت بدن ہے تو یہ اس کی دل ہے

رضائے الٰہی وہ امتیازی نشان ہے جسے کوئی شخص اپنی کوشش سے حاصل نہیں کر سکتا لیکن اس سے بھی بڑھ کر وہ تائید و نصرت الٰہی ہے جو خدا تعالیٰ اپنے قائم کردہ خلیفہ کو عطاء کرتا ہے۔ یہ وہ موہبت ہے جو خاص طور پر نبوت کے ساتھ مخصوص ہے۔

(خلافت روشنی صبح ازل کی صفحہ 49)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:

ہم ہی ہیں وہ آخرین کے دور میں پیدا ہونے والے جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ سے برکتیں پائیں۔ ہم ہیں جن کو آخر میں ہونے کے باوجود اولین سے ملایا گیا تھا اور ہم وہ خوش نصیب ہیں جو سو سال کے بعد پیدا کئے گئے۔ اس زمانہ میں پیدا کئے گئے جب مسیح موعودؑ کی سو سالہ تاریخ دوہرائی جا رہی ہے وہ ساری برکتیں اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرما رہا ہے۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہر آنے والا دن ہمارے لئے اور برکتیں لے کر آئے گا۔ اور ہر آنے والا مہینہ ہمارے لئے اور برکتیں آسمان سے انڈیلے گا۔ ہر آنے والا سال برکتوں کے ساتھ ہمارا خیر مقدم کرے گا۔ ہر جانے والا سال برکتیں چھوڑ کر ہمارے لئے جائے گا۔ یہ وہ عظیم دور ہے جس میں سے ہم گزر رہے ہیں۔ پس خدا کے شکر کے گیت گاتے ہوئے اس کی حمد و ثناء کرتے ہوئے محمدؐ پر درود بھیجتے ہوئے آگے سے آگے بڑھتے چلے جاؤ کوئی نہیں جو تمہاری راہ روک سکے۔

(خطبہ جمعہ 11 مارچ 1994ء)

جس کو خدا اپنی مرضی بتاتا ہے۔ جس پر خدا اپنا الہام نازل فرماتا ہے۔ جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنا دیا ہے اس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کر کے تم کام کر سکتے ہو۔ اس سے جتنا زیادہ تعلق رکھو گے، اسی قدر تمہارے کاموں میں برکت ہوگی اور اس سے جس قدر دور رہو گے اسی قدر تمہارے کاموں میں بے برکتی پیدا ہوگی۔ جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کر سکتی جو درخت سے جدا ہو۔ اسی طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے۔

(الفضل قادیان 20 نومبر 1946ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے۔ یہ دوسری قدرت خدا تعالیٰ کی قائم کردہ ہے اور اس کی تائید کے اظہار ہم دیکھتے رہتے ہیں۔ پس جو اپنے ایمان میں مضبوط رہیں گے وہ نشانات اور تائیدات دیکھتے رہیں گے۔ پس اپنے ایمانوں کو مضبوط کرتے رہیں۔ خلافت احمدیہ سے اپنے تعلق کو جوڑیں اور اس حق کی ادائیگی کی طرف توجہ بھی دیں جس کا خدا تعالیٰ نے خلافت کا انعام حاصل کرنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے۔ خلافت کی نعمت اسلام کے اوّل دور میں اُس وقت چھن گئی تھی جب دنیاداری زیادہ آ گئی تھی۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ یہ فیض تو خدا تعالیٰ جاری رکھے گا لیکن اس فیض سے وہ لوگ محروم ہو جائیں گے جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا نہیں کریں گے۔ اگر ان شرائط پر عمل نہیں کریں گے جو خلافت کے انعام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے رکھی ہیں تو وہ محروم ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے ذریعہ خوف کو امن میں بدلنے کا وعدہ فرمایا ہے لیکن ان لوگوں سے جو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے ہوں اور پہلا حق یہ ہے کہ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ: وہ میری عبادت کریں گے۔ پس اگر اس نعمت سے فائدہ اٹھانا ہے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کریں۔ پانچ وقت اپنی نمازوں کی حفاظت کریں اور احسن رنگ میں ادائیگی کی طرف توجہ دیں۔ پھر فرمایا لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا: کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے۔

اللہ تعالیٰ لوگوں کو جماعت کی سچائی کے ساتھ خلافت کے ساتھ اپنی تائید و نصرت کے بارے میں بھی بتاتا ہے۔ صرف جماعت احمدیہ کی سچائی ہی نہیں بلکہ خلافت کے ساتھ تائید و نصرت بھی جو اللہ تعالیٰ دکھا رہا ہے وہ بھی غیروں کو دکھاتا ہے اور یوں سعید فطرتوں کے سینے کھولتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خلافت سے تائید کا وعدہ فرمایا ہے، نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اور خدا تعالیٰ یقیناً سچے وعدوں والا ہے وہ ہمیشہ خلافت کی تائید و نصرت فرماتا رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی فرماتا رہے گا۔

(خطبہ جمعہ 29 مئی 2015ء)

پس جماعت احمدیہ نے آج اس دنیا کو یہ خوشخبری سنائی کہ ہمارا خدا وہ زندہ خدا ہے جو بندوں کی دعاؤں اور التجاؤں کو سنتا اور ان کا جواب بھی دیتا اور پھر قبولیت دعا کے شیریں ثمرات عطا کرتا ہے۔

(جاری ہے۔۔۔)

حکایت

بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:

اگر دشمن مر بھی جاوے تو کیا اور زندہ رہے تو کیا نفع و نقصان کا پہنچانا خدا تعالیٰ کے قبضہ اور اختیار میں ہے۔ کوئی شخص کسی کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا۔ سعدیؒ نے گلستان میں ایک حکایت لکھی ہے کہ نوشیرواں بادشاہ کے پاس کوئی شخص خوشخبری لے کر گیا کہ تیرا فلاں دشمن مارا گیا ہے اور اس کا ملک اور قلعہ ہمارے قبضہ میں آگیا ہے۔ نوشیرواں نے اس کا کیا اچھا جواب دیا۔

مرا بمرگ عدو جائے شادمانی نیست کہ زندگانی ما نیز جاودانی نیست

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۵۹)

مالی قربانی از ارشادات خلفائے احمدیہ

محمد عثمان قمر۔ جرمنی

فرمودات حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

”۔۔۔۔انعام الٰہی پانے کے واسطے ضروری ہوتا ہے کہ کچھ خوف بھی ہو۔ خوف کس کا؟ خوف اللہ کا خوف دشمن کا، خوف بعض نادان ضعیف الایمان لوگوں کے ارتداد کا، مگر وہ بہت تھوڑا ہوگا۔ یہ ایک پیشگوئی ہے اور اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ خدا فرماتا ہے کہ میری راہ میں کچھ خوف آوے گا، کچھ جوع ہوگی۔ جوع یا تو روزہ رکھنے سے ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کچھ روزے رکھو اور یا اس رنگ میں جوع اپنے اوپر اختیار کرو کہ صدقہ خیرات اس قدر نکالو کہ بعض اوقات خود تم کو فاقہ تک نوبت پہنچ جاوے۔ اپنے مالوں کو خدا کی راہ میں اتنا خرچ کرو کہ وہ کم ہو جاویں۔ اور جانوں کو بھی اس کی رہ میں خرچ کرو۔ علیٰ ہذا پھلوں کو بھی خدا کی راہ میں خرچ

خطبہ جمعہ 15 جون 1908ء

اپنے مالوں کو خدا کی ہدایت کے مطابق خرچ کرو

”۔۔۔۔انسان کہ عالم صغیر ہے اس کی مملکت کے انتظام کیلئے بھی ایک ملک کی حاجت ہے۔ پھر انسان اپنی حاجتوں کیلئے کسی حاجت روا کا محتاج ہے۔ ان تینوں صفتوں کا حقیقی محق اللہ ہے۔ اس کی پناہ میں مؤمن کو آنا چاہیے تا چھپے چھپے، پیچھے لے جانے والے، مانع ترقی وسوسوں سے امان میں رہے۔ اسلام کی حالت اس وقت بہت ردی ہے۔ ہر مسلمان میں ایک قسم کی خود پسندی اور خودرائی ہے۔ وہ اپنے اوقات کو، اپنے مال کو خدا کی ہدایت کے مطابق خرچ نہیں کرتا۔ اللہ نے انسان کو آزاد بنایا پر کچھ پابندیاں بھی فرمائیں بالخصوص مال کے معاملہ میں۔ پس مالوں کے خرچ میں بہت احتیاط کرو۔ اس زمانہ میں بعض لوگ سود لینا دینا جائز سمجھتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ سود کا لینے والا، دینے والا، بلکہ لکھنے والا اور گواہ، سب خدا کی لعنت کے نیچے ہیں۔

میں اپنی طرف سے حق تبلیغ ادا کر کے تم سے سبکدوش ہوتا ہوں۔ میں تمہاری ایک ذرہ بھی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں تو چاہتا ہوں کہ تم خدا کے ہو جاؤ۔ تم اپنی حالتوں کو سنوارو خدا تمہیں عمل کی توفیق دے۔ آمین۔“

خطبہ جمعہ 25 جون 1909ء

فرمودات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

مالی قربانیوں کی تکمیل بھی خلفاء کے ذریعہ ہوتی ہے

”ہم ہمیشہ اپنی جماعت کے افراد سے یہ مطالبہ کیا کرتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی یہ مطالبہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ خدا کیلئے اپنی جانوں اور مالوں کو وقف کردو لیکن ہر زمانہ میں یہ معیار بدلتا چلا گیا ہے۔ پہلے دن جب لوگوں نے اس آواز کو سنا تو وہ آگے آئے اور انہوں نے کہا۔ ہماری جان اور ہمارا مال حاضر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے جواب کو سنا اور فرمایا۔ تم نمازیں پڑھا کرو۔ روزے رکھا کرو۔ اسلام اور احمدیت کو پھیلایا کرو۔ اور اپنے مالوں میں کچھ نہ کچھ دین کی خدمت کیلئے دے دیا کرو۔ چاہے روپیہ میں سے دھیلہ ہی کیوں نہ ہو۔ لوگوں نے یہ سنا تو ان کے دلوں میں حیرت پیدا ہوئی کہ کام تو بہت معمولی تھا۔ پھر ہمیں یہ کیوں کہا گیا تھا کہ آؤ اور اپنی جانیں اور اپنے اموال قربان کردو۔ کچھ وقت گزرا تو لوگوں کو پھر آواز دی گئی کہ جان اور مال کی قربانی کا وقت آگیا ہے لوگ پھر اپنی جانیں اور اپنے اموال لے کر حاضر ہوئے۔ تو انہیں کہا گیا۔ کہ تم روپیہ میں سے ایک پیسہ چندہ دے دیا کرو۔ اس پر کچھ مدت گزری تو مرکز کی طرف سے پھر آواز بلند ہوئی کہ آؤ اور اپنی جانیں اور اپنے اموال دین کی خدمت کیلئے وقف کردو۔ لوگ پھر آگے بڑھے تو انہیں کہا گیا کہ آئندہ پیسہ کی بجائے دو پیسہ روپیہ چندہ دیا کرو یہ حالت اس طرح بڑھتی چلی گئی۔ دھیلے سے یہ آواز شروع ہوئی تھی پھر پیسہ پر پہنچی پھر دو پیسہ پر پہنچی۔ پھر کہا گیا کہ اب دو پیسے کا بھی سوال نہیں تین پیسے دیا کرو۔ تین پیسے دیتے رہے تو کہا گیا اب چار پیسے دیا کرو۔ پھر وقت آیا تو کہا گیا کہ اپنی جائیدادوں اور اپنی آمدنیوں کی وصیت کردو۔ اور اس وصیت میں بھی کم سے کم دسویں حصہ کا مطالبہ کیا گیا۔ پھر کہا گیا کہ دسواں حصہ بہت کم ہے تمہیں نواں حصہ دینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور جن کو خدا تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ وہ اس سے بھی بڑھ کر قربانی کریں۔ وہ لوگ جن کو خدا نے سمجھنے والا دل اور غور کرنے والا دماغ دیا ہے۔ وہ تو جانتے ہیں۔ کہ ہم کو قدم بہ قدم اس مقصد کے قریب کیا جا رہا ہے جس کے بغیر قومیں بھی زندہ نہیں رہ سکتیں۔ لیکن بعض لوگ اپنی نادانی سے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ قربانی

اور ایثار کے الفاظ جو متواتر استعمال کئے جاتے ہیں۔ حقیقت سے بالکل خالی ہیں۔ قربانی اور ایثار کے مالی لحاظ سے صرف اتنے معنے ہیں کہ روپیہ میں سے آنہ دے دیا یا آنہ نہ دیا تو ڈیڑھ آنہ دے دیا۔ اور وقت کی قربانی کے لحاظ سے اس کے صرف اتنے معنے ہیں کہ چوبیس گھنٹہ میں گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ دے دیا اور ان کی نظروں سے یہ بات بالکل اوجھل ہو جاتی ہے کہ کسی دن سچ مچ ہمیں اپنی جان اور اپنا مال قربان کرنے کیلئے آگے بڑھنا پڑے گا۔۔۔۔۔ بالکل ممکن ہے کہ آخر میں جب حقیقی اور سچی آواز خدا تعالیٰ کے نمائندہ کے منہ سے نکلے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ فیصلہ ہو جائے کہ وہ آواز جو آج سے 50 - 60 سال پہلے بلند کی جا رہی تھی۔ اس کا حقیقی ظہور ہو۔ تو اس غفلت کی بنا پر جو مرور زمانہ کی وجہ سے تم پر طاری ہو چکی ہو تم میں سے بہت سے لوگ یہ گمان کرنے لگ جائیں گے۔ کہ اب بھی جان اور مال کی قربانی کے معنے روپیہ پر ایک آنہ چندہ دینا یا ڈیڑھ آنہ چندہ دینا ہے۔ اور جان کی قربانی کے معنے ہفتہ یا مہینہ میں سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ وقت دے دینا ہے۔ حالانکہ وہ وقت ایک آنہ یا ڈیڑھ آنہ چندہ دینے کا نہیں ہوگا۔ نہ اپنے اوقات میں سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ وقت دینے کا ہوگا۔ بلکہ سارے کا سارا مال اور ساری کی ساری جان خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دینے کا وقت ہوگا۔ اس وقت گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ وقت دینے کا سوال نہیں ہوگا۔ بلکہ اپنی جان کو قربان کرنے کا سوال ہوگا۔ اور اس وقت صرف آنہ ڈیڑھ آنہ چندہ دینے کا سوال نہیں ہوگا۔ بلکہ اپنے سارے مال اور ساری جائیداد سے ایک لحظہ کے اندر دست بردار ہونے کا سوال ہوگا۔"

الفضل ربوہ، 10 راپریل 1962ء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد چندوں میں ایزادی

"بعض لوگ کہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے تین مہینے میں اگر کوئی ایک پیسہ بھی چندہ دیتا ہے تو وہ احمدی ہے۔ مگر اب ایک آنہ فی روپیہ ماہوار چندہ ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ قرآن کریم نے بتایا ہے کہ حضرت مسیح کی جماعت پہلے کونپل ہوگی۔ اور پھر ترقی کرتی جائے گی گویا وہ قربانیوں میں بڑھ جائے گی۔ اور مضبوط ہو جائے گی یہ نہیں کہ حضرت مسیح کی جماعت پہلے زیادہ ہوگی اور بعد میں کم ہو جائے گی بلکہ یہ جو فرمایا ہے کہ پہلے کمزور ہوگی۔ بعد میں مضبوط ہو جائے گی۔ اس سے ایمانی کمزوری مراد ہے۔

کوئی کہے پہلے مخلصین کی اس میں ہتک تو نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت تھے؟ مگر نہیں یہ تو ہو سکتا ہے کہ ان میں سے بعض میں جو اخلاص تھا۔ وہ بعد میں آنے والوں میں پیدا نہ ہو۔ جیسا کہ فرمایا "چہ خوش بود اگر ہر یک ز امت نورِ دیں بودے" ممکن ہے ایسے اخلاص والے نہ ہوں لیکن وہ ممتاز ہستیاں جو جماعت کیلئے عمود وستون تھیں وہ چند ہی تھیں ممکن ہے ان کی مثال زمانہ پیدا کرنے سے قاصر رہے۔ مگر یوں جماعت اخلاص اور قربانی میں ترقی کر رہی ہے۔ گو منافق بھی بڑھ رہے ہیں اور منافق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت بھی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کا ذکر کیا ہے۔ مگر اس وقت وہ نمایاں نہ تھے کیونکہ قربانی اس وقت ایسی معمولی تھی کہ جو شخص کرتا تھا وہ منافقت بھی کر دیتا تھا۔ اب جو زیادہ قربانی کا وقت آیا تو منافق گرنے لگے اور مخلص قربانی اور ایثار میں بڑھتے گئے۔ یہ امتیاز جو اب نظر آرہا ہے اس لئے نہیں کہ پہلے منافق نہ تھے اور اب ہو گئے ہیں۔ بلکہ اس لئے ہے کہ پہلے منافقوں اور مومنوں کا ایسا طریق نہ تھا۔"

رپورٹ مجلس مشاورت 1936ء

کارکنان مال بھی مجاہد فی سبیل اللہ ہیں

"آپ جب تاریخ میں حضرت خالد اور سعد اور عمرو بن معدی کرب اور جرار کے حالات پڑھتے ہوں گے تو آپ کے دل میں یہ خواہش ہوتی ہوگی کہ کاش ہم اس زمانہ میں ہوتے اور خدمت کرتے۔ مگر اس وقت آپ کو یہ بھول جاتا ہے کہ ہر سخن نکتہ و ہر نکتہ مکانے دارد، اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے جہاد بالسیف کی جگہ جہاد تبلیغ اور جہاد بالنفس کا دروازہ کھولا ہے اور تبلیغ ہو نہیں سکتی جب تک روپیہ نہ ہو۔ کیونکہ تبلیغ بغیر روپیہ کے ہو نہیں سکتی۔ پس آپ لوگ اس زمانہ کے مجاہد ہیں۔ اور وہی ثواب جو پہلوں کو ملا آپ کو مل سکتا ہے اور مل رہا ہے۔ پس اپنے کام کو خوش اسلوبی سے کریں اور دوسروں کو سمجھائیں تا کہ آپ سب لوگ مجاہد فی سبیل اللہ ہو جائیں۔ آمین۔"

پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، بنام کارکنان مال کراچی۔ 3 مارچ 1957ء

براہین احمدیہ کے کاتب

کتاب کی تصنیف میں حضورؑ کا یہ طریق رہا کہ آپؑ ایک مسودہ تحریر فرماتے اور ہر چند کہ حضور اقدسؑ کا اپنا خط بھی نہایت نفیس اور پختہ تھا لیکن اس لیے کہ کاتب کو لکھنے میں سہولت رہے اس کو خوشخط اور صاف لکھنے کے لیے میاں شمس الدین صاحب آف قادیان کو دے دیتے۔ جنہیں اسی کام کے لیے آپؑ نے ملازم رکھا ہوا تھا۔

میاں شمس الدین صاحب حضور اقدسؑ کے پہلے استاد، محترم فضل الٰہی صاحب کے بیٹے تھے۔ قادیان میں یہ لوگ قاضی تھے۔ اور میاں شمس الدین صاحب خود بھی فارسی کے اچھے عالم تھے۔ حضرت اقدسؑ آخر عمر تک ان کی مدد کرتے رہے۔

(ماخوذ از حیات احمدؑ جلد دوم صفحہ ۴۹-۴۸)

میاں شمس الدین صاحب مسودہ حضورؑ سے لے کر اسے خوشخط لکھ کر آتے پھر یہ صاف شدہ مسودہ منشی امام الدین صاحب کاتب امرتسری کو دے دیا جاتا جو امرتسر سے قادیان آکر حضورؑ کی نگرانی میں کام کرتے تھے۔ جب کاپیاں کتابت ہو کر تیار ہو جاتی تھیں تو حضورؑ ان پر نظر ثانی فرماتے اور تصحیح وغیرہ کر کے پریس تک پہنچانے کے لیے اکثر خود ہی امرتسر تشریف لے جاتے اور پروف پڑھنے کے لیے حضورؑ کو بعض اوقات امرتسر میں حکیم محمد شریف صاحب کلانوری کے ہاں قیام پذیر ہونا پڑتا۔ اس کام کے دوران ملاوا مل اور لالہ شرمپت بھی سفر میں آپؑ کے ساتھ ہوتے تھے۔ بعض اوقات لالہ ملاوامل صاحب کو ہی کاپیاں دے کر بھجوا دیا جاتا۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 65-64)

انصار ڈائجسٹ

احمدی مصنفّین کے بنیادی اصولی رنگ کی اہمیت

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے چند کتب پر ریویو کرتے ہوئے احمدی مصنفّین کی اصولی رنگ میں رہنمائی کرتے ہوئے ان سے اس امید کا اظہار فرمایا کہ وہ اپنی کتابوں میں صرف صحیح روایات اور سچے اور ثابت شدہ واقعات درج کرنے کی کوشش کریں گے اور کچی اور سُنی سنائی باتوں سے اجتناب رکھیں گے تاکہ ان کی کتابیں ان برکات سے متمتّع ہوں جو خدا کی طرف سے ہمیشہ صداقت کے ساتھ وابستہ رہی ہیں۔

خدا تعالیٰ کی مدد کہاں ہے؟ کا جواب

تحریر: عاطف وقاص ۔ کینیڈا

جیسا کہ قارئین جانتے ہیں کہ اسرائیل ایک طاقتور ملک ہے۔ ڈیوڈ ماسکووسکی جو عرب اسرائیل اور اسرائیل امریکہ کے تعلقات کے ماہر مانے جاتے ہیں ان کے مطابق اسرائیل کو مغربی طاقتوں خاص طور پر امریکہ کی پشت پناہی اس لیے حاصل ہے کیونکہ اسرائیل اور امریکہ کے دشمن ہمیشہ مشترک رہے ہیں۔ جرمنی کے نازیوں سے لے کر روس کی کمیونسٹ دنیا تک اور پھر وہ تمام انتہا پسند عسکری گروہ جو مسلمانوں میں سے تشکیل پائے۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد امریکہ اور روس میں ہونے والی سرد جنگ یعنی معیشت کی جنگ میں اسرائیل نے امریکہ کے لیے مشرق وسطیٰ میں اتحادی بنانے میں اہم کردار ادا کیا اور اسرائیل خود ایک بہت مضبوط اتحادی بن کر ابھرا۔ مغربی دنیا جو کہ عیسائی ممالک پر مشتمل ہے ان میں اور اسرائیل میں بائیبل کی تعلیمات مشترک پہلو ہے ۔جس کی رو سے یہ ایک تاریخی عقیدہ ہے کہ یہود کو اپنے تاریخی وطن میں اپنی ریاست بنانے کا پورا حق ہے کیونکہ یہ جگہ یعنی موجودہ اسرائیل یہودیوں کا ہزارہا سال سے وطن رہاہے۔ اس عقیدے کی بنیاد بائیبل کی تعلیمات پر رکھی گئی ہے لیکن اس مضمون میں ہم ان عقائد کی تفاصیل میں نہیں جائیں گے۔

تاہم اس کے علاوہ بھی بے شمار وجوہات ہیں امریکہ اور اسرائیل کی قرابت داری کی۔ جیسا کہ اسرائیلی شہریوں نے کاروباری دنیا میں اپنا لوہا منوایا ہے نیز اس وقت دنیا کے سب سے بہترین ڈاکٹرز، سائنس دان اور پالیسی ساز دماغوں میں اکثریت یہودیوں کی ہے ۔مثلاً رُتھ بیدر جینس برگ مشہور قانون دان خاتون، جوڈی بلوم مصنف، انسانی حقوق اور مزدوروں کے حقوق کے علمبردار لوئس برینڈیس، انسانی حقوق کے علمبردار، مصنف، پروفیسر نوبل انعام یافتہ ایلی ویزل ، البرٹ آئین سٹائین سائنس دان، لیوی سٹراس نیلی جینز پینٹ کے موجد اور لیویز کے بانی، جوڈتھ رینسیک الیکٹریکل انجینیر سوفٹ ویر انجینیر بائیومیڈیکل انجینیر ااور پہلی خلا باز عورت، گیرٹروڈ ایلائن نوبل انعام یافتہ سائنس دان ، جونس سالک سائنس دان جنھوں نے پولیو کی ویکسین دریافت کی۔ یعنی انہوں نے دنیاوی تعلیم میں سخت محنت کرکے اپنا آپ تسلیم کروایا ہے۔

پس یہود نے علم، سائنس، معیشت اور سیاست میں اپنا لوہا منوایا ہے۔ اسی لیے اسرائیلی حکومت کے ان مظالم پر دنیا خاموش ہے جو وہ معصوم فلسطینیوں پر ڈھا رہی ہے۔ اور مسلمان رہنما اپنی رعایا کو ان مظالم سے بچانے کی بجائے اپنی جارحانہ، متشددانہ پالیسیوں کے ذریعے ان کو ظالموں کے آگے ڈال رہے ہیں ۔ الٰہی وعدے ہر مسلمان کے ساتھ بھی ہیں اگرچہ کہ وہ محنت کرے اور وہاں مقابلہ کرے جہاں مقابلہ ہو رہا ہے۔ پس ہر ایک انسان کا دل فلسطین کے عوام پر ہونے والے ظلم پر اشک بار ہے اور ہونا چاہیے۔ اللہ کے حضور گریا و زاری کرنی چاہیئے

اب ہم اس مضمون میں فلسطین کے اندر موجود حماس کی حکومت اور اس کی پالیسیوں کی کچھ تفاصیل کے ذریعے ان لوگوں کو جواب دینا چاہتے ہیں جو اپنی معصومیت میں سوشل میڈیا یا پرنٹ میڈیا میں جاری ہونے والی ان تصاویر یا ویڈیوز کو دیکھ کر جن میں فلسطینی عوام کی انتہائی تکلیف دہ حالت دکھائی جاتی ہے ۔ خدا تعالیٰ کی قدرت پر سوال اٹھاتے ہیں ۔ وہ سوال اٹھاتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ علیم و خبیر اور سمیع و بصیر ہے تو وہ مظلوم فلسطینیوں کی مدد کیوں نہیں کر رہا۔ پس جو تفاصیل مختلف مضامین اور رپورٹس سے لیکر دی جا رہی ہیں وہ واضح کردیں گی کہ خدا تعالیٰ کا یہ فرمان کہ وہ اس وقت تک کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلے کس طرح موجودہ صورت حال پر روشنی ڈالتا ہے۔

ان تفاصیل میں جانے سے قبل یہ واضح کردیں کہ جب یہی حالات یہودیوں پر آئے جو آج معصوم فلسطینیوں پر آئے ہیں تو انھوں نے شدت پسندی

، خودکش بمبار حملوں کی بجائے اپنے آپ کو تعلیمی میدان میں سبقت لے جاکر اس ذلت سے نکالا تھا جس کا کچھ ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔ لیکن مسلمان رہنما اس کے برعکس مسلمانوں کو شدت پسندی پر اکسار ہے ہیں اور وہ ظلم در ظلم کا نشانہ بن رہے ہیں۔

حماس

حماس مخفف ہے حرکۃ المقاومۃ الاسلامی کا یہ بظاہر ایک سیاسی جماعت ہے جس کا ایک عسکریت پسند گروہ ہے۔ اس کی تشکیل فلسطین کے اخوان المسلمین فرقے سے 1980 میں ہوئی۔ حماس نے 2006 میں انتخابات کے ذریعے حریف سیاسی جماعت فتح کو شکست دینے کے بعد 2006 میں غزہ کے علاقے کا اقتدار سنبھالا۔ تاہم اس کی اسرائیل کے خلاف غیر سیاسی سرگرمیاں جیسے خودکش بمبار حملے اور راکٹ حملے اس بات کا باعث بنے کہ امریکہ اور یورپین یونین نے اس کو دہشت گرد تنظیم قرار دے دیا۔

ایران، فلسطینی مسلم جہاد، لبنان کی حزب اللہ، یمن کے حوثی، اس کے اتحادی ہیں۔ قطر اور ترکی حماس کے رہنماؤں کو مالی مدد دیتے ہیں۔ حماس کی حریف سیاسی جماعت فتح ہے۔ فلسطینی حکمرانوں اور حماس کے رہنماؤں میں نظریاتی اختلافات ہیں جنہوں نے اس خطہ کو مزید تباہی میں دھکیل دیا ہے۔

حماس نے علاقے میں اپنا عدالتی نظام اور حکومتی ادارے بنائے۔ جن کی بنیاد انتہا پسند عقائد پر رکھی گئی۔ اس طرح عورتوں کے لباس کا تعین کیا گیا نیز انہیں عوام الناس سے دور رکھنے کی پالیسی بنائی گئی۔ پالیسی پر نظر رکھنے والے ادارے فریڈم ہاؤس کے 2020 کے جائزہ کے مطابق حماس حکومت اپنے کاروبار حکومت میں شفافیت کا نظام بنانے میں ناکام رہی۔ حماس نے غزہ کے میڈیا، عوام الناس کی حرکت و سکنات پر اور سوشل میڈیا پر پابندیاں سخت کردیں۔ اسی طرح سیاسی مخالفت اور رضاکارانہ طور پر کام کرنے والی NGOs پر پابندیاں لگائیں۔ جس کے نتیجے میں حماس حکومت کسی بھی احتسابی نظام کے بغیر کام کرتی رہی۔

2023 میں حماس نے اسرائیل کے جنوب میں حملہ کیا اس کا نام آپریشن الاقصیٰ طوفان رکھا گیا۔ یہ حملہ پہلے حملوں سے بالکل مختلف تھا۔ سات اکتوبر کو جو یہود کا یوم سبت ہے اور اس روز ملک میں رخصت ہوتی ہے حماس نے کئی ہزار راکٹ اسرائیل پر داغے حماس کے جنگجوؤں نے غزہ کا بارڈر پار کیا اور اسرائیل کے کئی شہروں اور قصبوں میں داخل ہوئے۔ تقریباً بارہ سو لوگ ہلاک کیے اور بیسیوں زخمی کیے۔ جنگجوؤں نے لائیو سٹریمنگ کے ذریعے

1962ء میں پشاور میں آل پاکستان سائنس کانفرنس ہوئی۔ ...اس کے بعد مکرم و محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے مجلس خدام الاحمدیہ پشاور کے اراکین سے خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا:

”کہ سائنس کے شعبہ طبیعات میں 95 فیصد ماہرین اور نامور شخصیات یہودی ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ جب کسی یہودی ماں کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ اسے کہتی ہے کہ تم اس دنیا میں کیوں آگئے ہو۔ یہاں پر پہلے ہی کروڑوں انسان بستے ہیں او زمین پر تل رکھنے کو جگہ نہیں۔ تمہارے لئے ان عوام کالانعام میں جگہ نہیں۔ مزید برآں یہودی نام بطور گالی کے استعمال ہوتا ہے۔ تم تو نفرتوں کا شکار ہوجاؤ گے اور تمہیں تمہارے جائز حقوق سے بھی محروم کردیا جائے گا۔ اگر اس دنیا میں زندہ رہنا اور کامیاب ہونا چاہتے ہو تو پھر تمہارے لئے ایک ہی جگہ ہے۔ ان کروڑوں انسانوں کے سر پر بہت جگہ خالی ہے جس میدان میں آ ؤ تو دوسروں سے بہت بلند ہوجاؤ۔

اسی قسم کی صورت حال احمدی نوجوانوں کو دَر پیش ہے۔ احمدیت کے مخالفین نے ان کی ترقی کا ہر دروازہ بند کرنے کی کوشش کی ہے مگر اللہ تعالیٰ کے وعدے ہمارے ساتھ ہیں۔ وہ ان شاءاللہ ضرور پورے ہوں گے۔ بشرطیکہ ہم اپنے آپ کو ان کا اہل بنائیں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ، 6 اپریل 1962) (دوبارہ روزنامہ الفضل ربوہ، 9 اکتوبر 2013)

اپنی کاروائیاں دکھائیں۔نیز یہ دکھایا کہ یہ حملہ انتہائی سخت ہے۔ مارچ 2024 میں اقوام متحدہ کے تفتیش کاروں نے کہا کہ ایسے ثبوت موجود ہیں کہ یرغمالیوں اور ہلاک ہونے والوں سے جنسی زیادتی کی گئی۔ حماس کے فوجی رہنما محمد دائف نے کہا کہ اس حملے سے ہم نے اسرائیل سے بدلہ لیا ہے۔ یہ حملہ اس لحاظ سے بھی مختلف تھا کہ پہلی بار کسی عسکری تنظیم نے ہوا، پانی اور زمین سے بیک وقت حملہ کیا۔

حماس کے متعلق فلسطینیوں کی رائے

فلسطین میں ہونے والے PSR کا سروے جو دسمبر 2023 میں کیا گیا اس کے مطابق مندرجہ ذیل نتائج سامنے آئے۔

حماس کے سات اکتوبر کے حملے کی ایک بڑی تعداد نے حمایت کی البتہ اس تعداد نے ان مظالم کو تسلیم نہیں کیا جو حماس کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں جن میں عورتوں اور بچوں کو ان کے گھر میں گھس کر بے رحمانہ طریق پر قتل کرنا شامل ہے۔ اس حملے نے فلسطین میں حماس کی مقبولیت میں اضافہ کیا ہے۔ تاہم اب بھی فلسطین کی اکثریت حماس کی حمایت نہیں کرتی۔ عسکری مزاحمت کی حمایت میں اضافہ ہوا ہے جبکہ دو ریاستی نظریے کی حمایت بھی بڑھ گئی ہے۔ فلسطین میں اکثریت سمجھتی ہے کہ حماس نے سات اکتوبر کا حملہ یہود کے ان حملوں کے ردعمل میں کیا ہے جو انہوں نے مسجد اقصیٰ میں اور مغربی کنارے کے رہائشیوں پر کیے تھے۔ اس کے علاوہ حماس کے حملوں کا مقصد فلسطینی قیدیوں کو رہا کروانا تھا۔ فلسطینیوں کی اکثریت کا کہنا ہے کہ حماس کے مظالم پر مبنی سوشل میڈیا پر گھومنے والی ویڈیوز انہوں نے نہیں دیکھیں اور یہ کہ حماس ایسا نہیں کر سکتی۔ البتہ اگر ایسا کیا گیا ہے تو یہ غلط ہے کوئی قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اسی طرح عوام الناس کو یرغمال یا قیدی بنانا بھی غلط ہے۔ فلسطینیوں کی اکثریت سمجھتی ہے کہ حماس کو فتح ہوگی۔ اسی طرح فلسطینی عوام کسی بھی عرب سیکیورٹی فورس کے دخل دینے کے قائل نہیں ہیں یعنی وہ ان پر اعتبار نہیں کرتے۔

حماس کی تنظیم اور اس کے 2023 میں کئے گئے حملے کے متعلق معلومات مختلف اخبارات اور ویب سائٹس سے لی گئی ہیں۔ مسلمانوں کی اس حالت زار کی وجہ کچھ بھی ہو لیکن ہر مسلمان کا دل ان مظالم پر خون کے آنسو رو رہا ہے جو معصوم فلسطینی عورتوں، بچوں اور ضعیف لوگوں پر ڈھائے جا رہے ہیں۔ دنیا کا کوئی قانون اسرائیلی حکومت کو اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جلد امت مسلمہ کو ان مظالم سے نجات عطا فرمائے اور اسے ہدایت عطا فرمائے۔ نیز اللہ تعالیٰ ظالموں کو خاک میں ملائے۔ آمین

الہامات کے لیے روزنامچہ نویس

”اس زمانے کی ایک اور اہم تاریخی قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے الہامات کے لیے روزنامچہ نویس بھی رکھا ہوا تھا۔ اس ضمن میں دو اشخاص کا نام ملتا ہے۔ ایک شام لال اور دوسرا بوا داس کالیہ۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ ان کے متعلق معلومات دیتے ہوئے اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: ”جن ایام میں آپؑ براہین احمدیہ کی تصنیف میں مصروف تھے اور اللہ تعالیٰ کے مکالمات و مخاطبات سے بھی آپؑ مشرف ہو رہے تھے چونکہ ان میں خدا تعالیٰ بعض غیب کی خبریں آپ پر ظاہر فرماتا تھا آپ کا معمول یہ تھا کہ ایسی خبریں آپؑ علی العموم ان لوگوں کو جو آپؑ کے پاس آتے جاتے تھے سنا دیا کرتے تھے ان میں سے لالہ ملاوامل، شرمپت رائے اور بھائی کشن سنگھ وغیرہ خصوصیت کے ساتھ ہندوؤں میں سے اور میاں جان محمد امام مسجد اور بعض دوسرے مسلمان جو آمد و رفت رکھتے تھے مشہور ہیں مگر بعض اوقات آپؑ کا یہ معمول تھا کہ آپؑ لوگوں کو بلا لیا کرتے تھے اور ان پیشگوئیوں سے آپؑ آگاہ کرتے۔ نہ صرف یہ کہ قادیان میں رہنے والوں کو اطلاع دیتے بلکہ بعض اوقات آپؑ خطوط کے ذریعہ اپنے خاص دوستوں کو باہر بھی اطلاع دیتے تھے۔ ان میں سے ان ایام میں صرف لالہ بھیم سین وکیل سیالکوٹ مخصوص تھے اور بعض عہدہ داران سرکاری جو آپؑ سے یا آپؑ کے خاندان سے تعلق محبت رکھتے تھے اور اگر موقع ملتا تو ان کو بھی بتا دیتے ان عہدہ داروں میں سے حافظ ہدایت علی صاحب مرحوم جو ضلع میں ڈپٹی تھے مخصوص تھے چنانچہ آپؑ کے مبشرات کی ان کو قبل از وقت اطلاع ملی تھی لیکن جب یہ سلسلہ ترقی کرنے لگا تو آپؑ نے اس مقصد کے لئے ایک ہندو برہمن کو ملازم رکھ لیا اس کا کام یہ تھا کہ وہ آپؑ کے الہامات کا ایک روزنامچہ لکھا کرے اس کا نام پنڈت شام لال تھا چنانچہ ایک خاص پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ لکھتے ہیں کہ ”ان دنوں میں ایک پنڈت کا بیٹا شام لال نامی جو ناگری اور فارسی دونوں میں لکھ سکتا تھا بطور روزنامہ نویس کے نوکر رکھا ہوا تھا اور بعض امور غیبیہ جو ظاہر ہوتے تھے اس کے ہاتھ سے وہ ناگری اور فارسی خط میں قبل از وقوع لکھائے جاتے تھے اور پھر شام لال مذکور کے اس پر دستخط کرائے جاتے تھے۔“

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد ا صفحہ ۵۶۷)

”پنڈت شام لال کو میں نے دیکھا ہے وہ چھوٹے بازار میں رہا کرتا تھا حضرت اقدسؑ نے اس کو ایک گلستاں بھی پڑھنے کے لئے عطا فرمائی یہ شخص حضرت اقدسؑ کے پاس عرصہ تک ملازم تھا پنڈت لیکھرام جب قادیان آیا تو اس نے شام لال پر دباؤ ڈلوا کر اس خدمت سے الگ کرا دیا اور قومی اثر کے ماتحت گو وہ الگ ہو گیا پھر بھی کچھ عرصہ تک مخفی طور پر اپنی ملازمت کے لئے جاتا رہا مگر آخر حضرتؑ نے اسے یہ کہا کہ یا تو تم کھلم کھلا یہ کام کرو ورنہ میں اس طرح پر رکھنا نہیں چاہتا۔ اسے الگ کر دیا۔ کچھ عرصہ تک پھر ایک اور برہمن کالیہ بوا داس بھی یہ کام کرتا رہا لیکن جب عام لوگوں کا رجوع ہونے لگا اور ان مکالمات و مخاطبات کی شہادت کے لئے میدان وسیع ہو گیا تو پھر یہ التزام نہ رہا اور نہ اس کی ضرورت سمجھی۔“

(حیات احمد، جلد دوم صفحہ ۸۸)

نمازکی حکمتیں

فقہ المسیح

پنجگانہ نمازیں کیا چیز ہیں وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں جو بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں اور تمہاری فطرت کے لئے اُن کا وارد ہونا ضروری ہے۔

1- پہلے جب کہ تم مطلع کئے جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا آنے والی ہے مثلاً جیسے تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہوا یہ پہلی حالت ہے جس نے تمہاری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے کیونکہ اس سے تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا اس کے مقابل پر نماز ظہر متعین ہوئی جس کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔

2- دوسرا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے جب کہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کئے جاتے ہو مثلاً جب کہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہو یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارا خوف سے خون خشک ہو جاتا ہے اور تسلی کا نور تم سے رخصت ہونے کو ہوتا ہے سو یہ حالت تمہاری اُس وقت سے مشابہ ہے جب کہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اُس پر جم سکتی ہے اور صریح نظر آتا ہے کہ اب اس کا غروب نزدیک ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی۔

3- تیسرا تغیر تم پر اُس وقت آتا ہے جو اس بلا سے رہائی پانے کی بکلی امید منقطع ہو جاتی ہے مثلاً جیسے تمہارے نام فرد قرارداد جرم لکھی جاتی ہے اور مخالفانہ گواہ تمہاری ہلاکت کے لئے گزر جاتے ہیں یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارے حواس خطا ہو جاتے ہیں اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو۔ سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جب کہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور تمام امیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔

4- چوتھا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے کہ جب بلا تم پر وارد ہی ہو جاتی ہے اور اس کی سخت تاریکی تم پر احاطہ کر لیتی ہے مثلاً جب کہ فرد قرارداد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا تم کو سنایا جاتا ہے اور قید کے لئے ایک پولس مین کے تم حوالہ کئے جاتے ہو سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جب کہ رات پڑ جاتی ہے اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عشاء مقرر ہے۔

5- پھر جب کہ تم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو تو پھر آخر خدا کا رحم تم پر جوش مارتا ہے اور تمہیں اُس تاریکی سے نجات دیتا ہے مثلاً جیسے تاریکی کے بعد پھر آخر کار صبح نکلتی ہے اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے سو اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے اور خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھ کر پانچ نمازیں تمہارے لئے مقرر کیں اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدہ کے لئے ہیں پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو تو تم پنجگانہ نمازوں کو ترک نہ کرو کہ وہ تمہاری اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظل ہیں۔

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 69، 70)

باجماعت نماز کی حکمت

نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب رکھا ہے اس میں یہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے اور پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت اور تاکید ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں اور صف سیدھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں وہ تمیز جس سے خودی اور خود غرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے۔ یہ خوب یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوت ہے کہ وہ دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے۔ پھر اسی وحدت کے لئے حکم ہے کہ روزانہ نمازیں محلہ کی مسجد میں اور ہفتہ کے بعد شہر کی مسجد میں اور پھر سال کے بعد عید گاہ میں جمع ہوں اور کل زمین کے مسلمان سال میں ایک مرتبہ بیت اللہ میں اکٹھے ہوں۔

ان تمام احکام کی غرض وہی وحدت ہے۔

(لیکچر لدھیانہ۔ روحانی خزائن جلد20 صفحہ 281، 282)

ارکان نماز پر حکمت ہیں

دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مشت خاک کو کیمیا کر دیتی ہے اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ اُس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانہ حضرت احدیت پر گرتی ہے۔ وہ خدا کے حضور میں کھڑی بھی ہوتی ہے اور رکوع بھی کرتی ہے اور سجدہ بھی کرتی ہے۔ اور اسی کی ظل وہ نماز ہے جو اسلام نے سکھلائی ہے اور روح کا کھڑا ہونا یہ ہے کہ وہ خدا کے لئے ہر ایک ہیبت کی برداشت اور حکم ماننے کے بارے میں مستعدی ظاہر کرتی ہے اور اس کا رکوع یعنی جھکنا یہ ہے کہ وہ تمام محبتوں اور تعلقوں کو چھوڑ کر خدا کی طرف جھک آتی ہے اور خدا کے لئے ہو جاتی ہے اور اُس کا سجدہ یہ ہے کہ وہ خدا کے آستانہ پر گر کر اپنے تئیں بکلی کھو دیتی ہے اور اپنے نقش وجود کو مٹا دیتی ہے۔ یہی نماز ہے جو خدا کو ملاتی ہے اور شریعت اسلامی نے اس کی تصویر معمولی نماز میں کھینچ کر دکھلائی ہے تا وہ جسمانی نماز روحانی نماز کی طرف محرک ہو کیونکہ خدا تعالیٰ نے انسان کے وجود کی ایسی بناوٹ پیدا کی ہے کہ روح کا اثر جسم پر اور جسم کا اثر روح پر ضرور ہوتا ہے۔ جب تمہاری روح غمگین ہو تو آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور جب روح میں خوشی پیدا ہو تو چہرہ پر بشاشت ظاہر ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ انسان بسا اوقات ہنسنے لگتا ہے ایسا ہی جب جسم کو کوئی تکلیف اور درد پہنچے تو اس درد میں روح بھی شریک ہوتی ہے اور جب جسم کسی ٹھنڈی ہوا سے خوش ہو تو روح بھی اس سے کچھ حصہ لیتی ہے پس جسمانی عبادات کی غرض یہ ہے کہ روح اور جسم کے باہمی تعلقات کی وجہ سے روح میں حضرت احدیت کی طرف حرکت پیدا ہو اور وہ روحانی قیام اور سجود میں مشغول ہو جائے کیونکہ انسان ترقیات کے لئے مجاہدات کا محتاج ہے اور یہ بھی ایک قسم مجاہدہ کی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جب دو چیزیں باہم پیوست ہوں تو جب ہم اُن میں سے ایک چیز کو اٹھائیں گے تو اُس اُٹھانے سے دوسری چیز کو بھی جو اس سے ملحق ہے کچھ حرکت پیدا ہوگی۔ لیکن صرف جسمانی قیام اور رکوع اور سجود میں کچھ فائدہ نہیں ہے جب تک کہ اس کے ساتھ یہ کوشش شامل نہ ہو کہ روح بھی اپنے طور سے قیام اور رکوع اور سجود سے کچھ حصہ لے اور حصہ لینا معرفت پر موقوف ہے اور معرفت فضل پر موقوف۔

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد20 صفحہ 223، 224)

شراب کے پانچ اوقات کی جگہ پانچ نمازیں

یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ عرب کے ملک میں بھی عیسائی لوگ ہی شراب لے گئے اور ملک کو تباہ کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بت پرستی کے خیال کو بھی عیسی پرستی کے خیال نے ہی قوت دی اور عیسائیوں کی ریس سے وہ لوگ بھی مخلوق پرستی پر زیادہ جم گئے۔ یاد رہے کہ عرب کے جنگلی لوگ شراب کو جانتے بھی نہیں تھے کہ کس بلا کا نام ہے مگر جب حضرات عیسائی وہاں پہنچے اور انہوں نے بعض نو مریدوں کو بھی تحفہ دیا۔ تب تو یہ خراب عادت دیکھا دیکھی عام طور پر پھیل گئی اور نماز کے پانچ وقتوں کی طرح شراب کے پانچ وقت مقرر ہو گئے۔ یعنی جاشریہ صبح قبل طلوع آفتاب کی شراب ہے۔ صبوح جو بعد طلوع کے شراب پی جاتی ہے۔ غبوق جو ظہر اور عصر کی شراب کا نام ہے۔ قبیل جو دو پہر کی شراب کا نام ہے۔ فحم جو رات کی شراب کا نام ہے۔ اسلام نے ظہور فرما کر یہ تبدیلی کی۔ جو ان پانچ وقتوں کے شرابوں کی جگہ پانچ نمازیں مقرر کر دیں اور ہر یک بدی کی جگہ نیکی رکھ دی اور مخلوق پرستی کی جگہ خدا تعالیٰ کا نام سکھا دیا۔

(نور القرآن۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 351، 352 حاشیہ)

احمدی نام کیوں رکھا گیا؟

ایک مولوی صاحب آئے اور انہوں نے سوال کیا کہ خدا تعالیٰ نے ہمارا نام مسلمان رکھا ہے۔ آپ نے اپنے فرقہ کا نام احمدی کیوں رکھا ہے؟ یہ بات هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (الحج:79) کے برخلاف ہے۔

اس کے جواب میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

اسلام بہت پاک نام ہے اور قرآن شریف میں یہی نام آیا ہے۔ لیکن جیسا کہ حدیث شریف میں آچکا ہے اسلام کے تہتّر (73) فرقے ہو گئے ہیں اور ہر ایک فرقہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ انہی میں ایک رافضیوں کا ایسا فرقہ ہے جو سوائے دو تین آدمیوں کے تمام صحابہؓ کو سبّ وشتم کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کو گالیاں دیتے ہیں۔ اولیاء اللہ کو بُرا کہتے ہیں۔ پھر بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ خارجی حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بُرا کہتے ہیں اور پھر بھی مسلمان نام رکھاتے ہیں۔ بلادِ شام میں ایک فرقہ یزیدیہ ہے جو امام حسینؓ پر تبرّہ بازی کرتے ہیں اور مسلمان بنے پھرتے ہیں۔ اسی مصیبت کو دیکھ کر سلفِ صالحین نے اپنے آپ کو ایسے لوگوں سے تمیز کرنے کے واسطے اپنے نام شافعی، حنبلی وغیرہ تجویز کئے۔ آجکل نیچریوں کا ایک ایسا فرقہ نکلا ہے جو جنت، دوزخ، وحی، ملائک سب باتوں کا منکر ہے۔ یہانتک کہ سید احمد خاں کا خیال تھا کہ قرآن مجید بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیالات کا نتیجہ ہے اور عیسائیوں سے سُن کر یہ قصے لکھ دیئے ہیں۔ غرض ان تمام فرقوں سے اپنے آپ کو تمیز کرنے کے لیے اس فرقہ کا نام احمدیہ رکھا گیا۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 499 تا 502۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

خلفائے احمدیت اور قبولیتِ دعا

طارق محمود ناصر

جماعت احمدیہ کی تاریخ قبولیت دعا کے ہزاروں واقعات سے بھری ہوئی ہے شاید ہی کوئی خاندان ایسا ہو جس نے قبولیت دعا کے نشان نہ دیکھیں ہوں۔

نیک نیّت سے دعا اور اللہ کی رحمت

میری والدہ نے بتایا کہ قیام پاکستان سے قبل قادیان کی قریب ایک گاؤں ٹھیکری والا ہے سخت گرمیوں کے دن تھے اور لمبے عرصہ سے بارش بھی نہیں ہوئی تھی میرے ماموں نانا کے ساتھ تبلیغ کے لئے گاؤں میں جایا کرتے تھے وہاں چاچا مندا کا خاندان بھی آباد تھا اس نے کہا اگر آج بارش آجائے تو میں حضرت مرزا صاحب کو مان لوں گا ماموں کی عمر اس وقت چھوٹی تھی ماموں نے کہا ٹھیک ہے مرزا صاحب تو سچے ہیں اور بارش بھی ضرور ہوگی پھر اپنی بات سے منحرف نہ ہوجانا اس نے گاؤں میں سب کے سامنے وعدہ کر لیا کہ اگر آج بارش ہوگئی تو وہ احمدی ہوجائے گا سخت گرمی کے دن بادل کا نام و نشان نہیں تھا ماموں بھاگتے ہوئے گھر آئے اور امی کو کہا آپا آؤ دعا کرنی ہے کہ بارش ہوجائے امی اور ماموں سخت گرمی میں گھر کی چھت پر (یہ احمدی بچے) نفل ادا کرنے کھڑے ہوگئے اللہ کی رحمت جوش میں آئی اور دیکھتے ہی دیکھتے بادل امڈ آئے اور بارش شروع ہوگئی یہ دونوں بھائی بہن اپنے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوگئے بارش اتنی شدید تھی کہ چاچا مندا بھاگتا ہوا آیا اور چیخ چیخ کر کہنے لگا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان لیا ہے اب دعا کرو بارش رک جائے میرا تو مکان بھی گرنے لگا ہے پھر بچوں نے دعا کی اور بارش رک گئی چاچا مندا اور اسکا سارا خاندان احمدیت میں شامل ہوگیا اب اس خاندان کے لوگ امریکہ جرمنی اور ربوہ میں آباد ہیں الحمدللہ

احمدیت اور قبولیت دعا

2005 کی بات ہے اس وقت خاکسار ٹیکسی چلاتا تھا موسم بہت زیادہ خراب تھا تیز طوفانی بارش کی پیشگوئی تھی اور بارش شروع بھی ہوچکی تھی خاکسار نے ایک سواری اٹھائی جو کچھ پریشان تھی اس نے مجھے کہا کہ کیا تم مسلم ہو اور خدا نے تم سے کبھی بات کی ہے میں حیران تھا یہ ایسا کیوں پوچھ رہا ہے اس نے کہا کہ آج میری شادی ہے اور بارش بھی شدید ہے میرا تو پروگرام خراب ہوجائے گا تم دعا کرو تمہارا خدا دو گھنٹے کے لئے بارش روک دے میں نے کہا انشاءاللہ اس دوران وہ مسافر کسی دوکان پر رکا بارش ہو رہی تھی میں نے اللہ سے دعا کی اے اللہ میں حضرت محمد ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ اسلام پر ایمان لایا ہوں اور بڑے مان سے اسے کہہ بھی دیا ہے "انشاءاللہ" مجھے نہیں معلوم اسکا توحید پر ایمان ہے یا نہیں بس اے اللہ میری دعا قبول کر کچھ وقت خاکسار دعا کرتا رہا پھر دیکھتے دیکھتے بارش رک گئی الحمدللہ مسافر بھی حیران اور خوش ہوا الحمدللہ میں نے اور مسافر نے ایک زندہ خدا کا نشان دیکھا الحمدللہ

خلیفہ وقت کی بچوں سے شفقت اور محبت کا ایک واقعہ

خلافت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز پہلی بار امریکہ کے دورہ پر تشریف لائے ساری جماعت کا خوشی سے کوئی ٹھکانہ نہیں تھا حضور انور رات گئے بیت الرحمان میں تشریف لائے بہت سارے بچوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو پہلی بار اپنے سامنے لائیو دیکھا تھا سب کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا حضور انور نے آکر نماز مغرب و عشاء با جماعت پڑھائیں اور ہم واپس گھر آ گئے رات کو میرا بیٹا مجھ سے ناراض ہوا کہ میں حضور سے نہیں مل سکا صبح فجر پر ہم پھر مسجد چلے گئے خاکسار کی ڈیوٹی قافلہ کی مہمان نوازی پر تھی میں نے بچوں کو راستہ پر کھڑا کر دیا کہ تھوڑی دیر میں حضور انور یہاں سے گزریں گے تم لوگ یہاں کھڑے رہنا تھوڑی دیر بعد حضور انور تشریف لائے اور سیدھے بچوں کے پاس آئے بچوں کا حال پوچھا اور مصافحہ کا شرف بخشا میرے دونوں بچے اور بھانجا تینوں بہت خوش ہوئے الحمدللہ

شام کو لجنہ کی ملاقات تھی جس میں میرا چھوٹا بیٹا اپنی والدہ کے ساتھ ملاقات کے لئے گیا جب حضور سے چاکلیٹ ملی اور میری بیگم نے تعارف کروایا تو باہر آکر میرا بیٹا اپنی والدہ سے کہتا ہے میرا تعارف کروانے کی کیا ضرورت تھی حضور مجھے پہلے سے ہی جانتے ہیں

ان ملاقاتوں سے بچوں میں خلیفہ وقت سے محبت پہلے سے کہیں زیادہ پیدا ہوگئی الحمدللہ

بچے کی پیدائش اور حضورِ انور کی دعا

1994 لندن میں نماز مغرب کے وقت پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نماز مغرب ادا کرنے کے لیے تشریف لے جا رہے تھے مکرم نعیم احمد صاحب (لکی) نے حضور سے دعا کی درخواست کی کہ انکی اہلیہ لاہور پاکستان میں ہسپتال میں داخل ہیں اور بچے کی پیدائش متوقع ہے حضور دعا بھی کریں اور نام بھی تجویز فرمادیں حضور انور چند لمحے خاموش رہے اور صرف لڑکے کا نام عطا فرمایا لکی صاحب نے دوبارہ پوچھا حضور لڑکی کا نام بھی بتادیں حضور خاموش رہے میں نے جلدی سے لکی صاحب کو پکڑ کر پیچھے کر دیا چند گھنٹوں کے بعد فون پر بیٹے کی پیدائش کی خبر آئی الحمدللہ

ویزا میں مشکلات اور قبولیتِ دعا

اسی طرح خاکسار نے بھی حضور سے دعا کی درخواست کی میں نے کینیڈا ویزہ کے لئے جانا تھا خوش قسمتی سے خاکسار بھی قافلہ میں شامل تھا حضور نے فرمایا انشاء اللہ تم میرے ساتھ جاؤ گے اور ارشاد فرمایا جیسے ہی ایمبیسی سے واپس آؤ مجھے بتا دینا صبح میں جب ویزہ کے لئے گیا تو مجھے ایک منٹ میں ہی ویزہ مل گیا الحمدللہ اور ساتھ ویزہ افسر نے کہا تم بہت خوش قسمت ہو جو حضور کے ساتھ جا رہے ہو میں اس کے فقرہ سے بہت خوش ہوا اور لندن آکر حضور کو بتایا کہ حضور الحمدللہ آپکی دعا سے ویزہ مل گیا ہے۔

صحابہ کرام حضرت مسیح موعودؑ اور دعا کا اثر

خاکسار کو صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملنے اور دعا کروانے کی سعادت بھی حاصل رہی ہمارے محلہ کے ایک صحابی جنکا نام میں بھول گیا ہوں جب بھی کوئی مسئلہ ہوتا تو بھاگ کر انکا دروازہ کھٹکھٹاتے اور دعا کے لئے کہتے وہ اسی وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے اور ہم بھی دعا میں شامل ہو جاتے اگر کوئی جواب نہ ملتا تو کہہ دیتے بچوں پھر آنا ہم بچے بے صبرے کچھ وقت کے بعد پھر انکے گھر چلے جاتے وہ برا نہ مناتے پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیتے جب اللہ کی طرف سے اشارہ مل جاتا تو جیب سے چاول یا گندم ہمیں دیتے کہ پرندوں کو ڈال دو اور خوشی سے سر پر ہاتھ پھیرتے کہ جاؤ اللہ فضل کرے آمین اور ہم بچے خوشی خوشی بھاگ جاتے اور اللہ اپنے پیاروں کی دعا سن بھی لیتا اور موقع پر ہی جواب دیتا الحمدللہ۔

دعا اور درخواستِ دعا کے آداب

ایک بار لندن ڈیوٹی پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو دعا کی درخواست کی کوئی گھر کا پرابلم تھا جس سے میں پریشان تھا شام کو حضور انور نے پوچھا کیا ہوا کام کا تو میں بہت شرمندہ ہوا اور حضور کو بتایا کہ میرا رابطہ نہیں ہوا میں نے جلدی جلدی فون کیا اور کام کا پوچھا تو گھر سے جواب ملا الحمدللہ کام ہوگیا ہے میں نے حضور انور کو اطلاع دی حضور انور نے فرمایا الحمدللہ میں آج بھی شرمندہ ہوتا ہوں کہ دعا کے لیے کہا اور بعد کام ہو جانے پر حضور کو بتایا بھی نہیں۔

بچوں کی خلافت سے محبت اور دعائیہ خطوط

ہمیں خلافت کا جو انعام اللہ نے دیا ہے اسکا شکر بھی واجب ہے میں نے بچوں کی شادی ربوہ میں کی تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو دعا کے لیے لکھا اور بچوں کو بھی تاکید کی کہ وہ خود بھی دعا کریں اور حضور کو بھی لکھیں بچے اللہ کے فضل سے ہمیشہ ہی ایسا کرتے آئے ہیں شادی کے موقع پر بھی بچوں نے حضور انور کو دعا کی درخواست کی شادی کے بعد ہم واپس امریکہ آ گئے بچوں کے پیپر اپلائی کئے ساتھ کووڈ 19 شروع ہوگیا سب کچھ بند ہوگیا ہمارے پاس دعا کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا بچے برابر حضور کو خط لکھتے رہے حضور کی دعا سے اللہ نے فضل فرمایا مشکل حالات میں بھی بچے جلد امریکہ آ گئے الحمدللہ اس طرح بچوں کی خلافت سے محبت میں اضافہ ہوا اللہ ہم سب کو خلافت سے برکات حاصل کرنے کی توفیق دے آمین۔

سُستی

تحریر: حسن نصیر سندھو۔ اردو پوائنٹ

انتخاب: رفیق احمد ہاشمی۔ آلکن ییلجیئم

کچھ مجھے سستی پسند بھی بہت
کچھ مجھ پہ جچتی بھی بہت

ہاں جی میں سست ہوں اور یہ سستی تو بچپن سے ہی ہے ۔ مثلاً میری سستی کے عالم کا اندازہ بخوبی اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ پیدا ہونے کے بعد ڈیڑھ سال تک کسی سے بات تک نہیں کی تھی ۔ ویسے بھی سستی سب سے زیادہ وفادار چیز ہے ۔ ایک بار آجائے تو زندگی بھر ساتھ نبھاتی ہے ۔ میں تو پیدائشی سست ہوں اور الحمدللہ اس سستی کی وجہ سے ہر جگہ عزت ہوتی ہے یہ الگ بات ہے کہ سستی سے کہیں بھی جانا ہی نہ ہوا۔

بچپن میں ماسٹر صاحب نے کاہلی پر مضمون لکھ کر لانے کے لیے کہا ۔ میری کاپی چیک کی تو تمام صفحات خالی تھے ۔ آخری صفحے کے نیچے لکھا تھا۔ اسے کہتے ہیں کاہلی۔

ایک دفعہ والد صاحب ڈاکٹر کے پاس لے گئے ۔ میں نے ڈاکٹر سے کہا ۔ میں نے تو سنا تھا کے کھیلنے سے سستی ختم ہوجاتی ہے ۔ پر مجھے کوئی فرق نہیں پڑا۔ ڈاکٹر نے پوچھا کون سا کھیل کھیلتے ہو؟ میں نے کہا چڑی اُڈی کاں اُڈا۔ ڈاکٹر نے مشکوک نظروں سے مجھے اور حیرت زدہ نگاہ سے میرے والد کو دیکھا۔ خیر میں اپنی روایتی سستی کی وجہ سے ڈاکٹر کی فیس ادا نہ کرسکا تو ڈاکٹر نے دوبارہ بل بھیجا جس پر لکھا تھا۔ آج اس بل کو پورا سال ہوگیا ہے اور آپ نے آج تک ادائیگی نہیں کی میں نے جواب میں یہ لکھ کر بھیجا۔ آپ کو بل کی سالگرہ مبارک۔

اگر آپ سست ہیں تو خوش ہیں ویسے بھی سڑک پر جابجا لکھا نظر آتا ہے ۔ تیز رفتاری ہمیشہ حادثے کا باعث بنتی ہے ۔ ویسے تو زندگی بھی ایک حادثہ ہے جس میں ہر چیز اُڑی ۔ بچپن میں چڑی اُڈی، کوا اُڑا۔ جوانی میں نیند اُڑی، چین اُڑا، بڑھاپے میں بال اُڑے، دانت اُڑے پر یہ کمبخت سستی نہ اُڑی جس کا ہمیں غم نہیں کیونکہ چست لوگوں کو بچپن میں خواہش، جوانی میں خواب، ادھیڑ عمر میں ضرورتیں اور بڑھاپے میں ضرورت سونے نہیں دیتی ۔ ویسے بھی اگر غور کریں پتہ چلتا ہے کہ انسان کو پیدا دوسروں نے کیا۔ تعلیم دوسروں نے دی ۔ کام کرنا بھی دوسروں نے سکھایا۔ شادی پر رشتہ بھی دوسروں سے جوڑا۔ آخر میں قبرستان بھی دوسرے لے گئے تو چستی کا کرنا کیا ہے ؟ ویسے بھی سستی تب تک چلتی ہے جب تک چستی نہیں اور چست آدمی چائے کی چسکی کا وہ مزہ نہیں لے سکا جو سست لیتا ہے تو کیا فائدہ ایسی چستی کا؟؟؟ سست آدمی کچھ کرسکے یا نہ کرسکے مگر چائے میں بسکٹ ڈبو کر سہی سلامت نکال لیتا ہے اور جو یہ کرسکتا ہے وہ کچھ بھی کرسکتا ہے۔

مساعی
انصاراللہ بیلجیئم

نیشنل تعلیمی و تربیتی کلاس مجلس انصار اللہ بیلجیئم 2024ء

محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے مجلس انصار اللہ بیلجیئم کو اپنی یک روزہ نیشنل تعلیمی و تربیتی کلاس مؤرخہ 9 جون بروز اتوار بمقام بیت السلام دلبیک میں منعقد کرنے کی توفیق ملی الحمدللہ۔

کلاس کا باقاعدہ آغاز صبح 11.30 بجے ہوا۔ مکرم ومحترم ڈاکٹر ادریس احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بیلجیئم کی زیر صدارت افتتاحی اجلاس کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآنِ کریم مکرم رائے مظہر احمد صاحب نے پیش کی اور پھر فلیمش ترجمہ شاہد محمود نے پیش کیا گیا۔ محترم وسیم احمد شیخ صاحب صدر مجلس انصار اللہ بیلجیئم نے عہد دہرایا جبکہ نظم مکرم ملک مسعود اختر صاحب نے پیش کی ۔اس کے بعد صدر صاحب نے خاص طور پر نماز اور نماز باجماعت کی اہمیت اور تمام انصار کو مساجد آباد کرنے کی تلقین کی اور حضورِ انور کی ہدایات پڑھ کر سنائیں اور پھر محترم امیر صاحب نے بھی دعا سے قبل خلافت کی اہمیت اور تنظیمی ذمہ داریوں کی طرف انصار کو توجہ دلائی اور دعا کے بعد کلاس کا باقاعدہ آغاز ہوا۔۔ اس اجلاس کے بعد باقاعدہ کلاسسز اور لیکچرز کا آغاز ہوا۔ کلاس میں ترتیل القرآن ، اختلافی مسائل، نظم تلاوت تقریر مقالہ لکھنے کے متعلق رہنمائی، حفاظتی اقدامات جنگ کی صورت میں اور قصیدہ کے لیکچرز ہوئے جو بالترتیب مکرم حافظ برہان محمد خان صاحب ،مکرم توصیف احمد صاحب مشنری انچارج ، مکرم منور احمد راجپوٹ بھٹی صاحب قائد تعلیم ،مکرم نوریز اصغر صاحب اور مکرم چوہدری محمد مظہر صاحب مربی سلسلہ نے دیئے۔ قائد تربیت مکرم اعظم بھاگٹ صاحب کی زیر نگرانی انصار کارنر کا پروگرام بھی ہوا جس میں انصار بھائیوں نے بھرپور شرکت کی۔

آخر میں مکرم و محترم عطا المجیب راشد صاحب امام فضل مسجد لندن کا پُر معارف خطاب بعنوان حقوق اللہ اور حقوق العباد بذریعہ گوگل میٹ انصار بھائیوں نے سنا۔ جس میں امام صاحب نے انسان کے آنے کی غرض و غایت اور دین کے خلاصہ کے طور پر اس مضمون کو قرآن کی تعلیم ،حدیث نبوی اور حضرت مسیح موعود کی تحریرات کی روشنی میں بڑے دل نشیں انداز میں پیش کیا اور آخر پر خلافت اور خلیفہ وقت سے محبت کرنے کی اہمیت اور افادیت پر بھرپور نصائح فرمائیں اور پھر صدر مجلس کی درخواست پر اختتامی دعا بھی کروائی۔ الحمدللہ وجزاکم اللہ واحسن الجزا

امام صاحب کا آن لائن خطاب تقریباً 20 احباب جماعت نے بھی سنا۔ کلاس میں بیلجیئم کی 13 مجالس کی نمائندگی رہی۔ کلاس میں حاضرین کی تعداد 105 تھی اس طرح ٹوٹل حاضری 125 رہی الحمدللہ۔

یورپین ریفریشر کورس مجلس انصاراللہ 2024ء

مورخہ 25 مئی بروز ہفتہ مجلس انصاراللہ یوکے کو یورپین ریفریشر کورس مجلس انصاراللہ منعقد کرنے کی توفیق ملی الحمدللہ۔

مجلس انصاراللہ یوکے کی دعوت اور ازراہ شفقت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی اجازت سے نیشنل عاملہ مجلس انصاراللہ بیلجیئم کے گیارہ افراد کو صدر مجلس انصاراللہ بیلجیئم کی زیر قیادت اس ریفریشر کورس میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی الحمدللہ۔

اس کی مختصر تفصیل کچھ یوں ہے مورخہ 23 اور 24 مئی کی درمیانی شب کو نیشنل عاملہ کے دس قائدین صدر مجلس انصاراللہ بیلجیئم کی قیادت میں یوکے کے لیے دو گاڑیوں میں روانہ ہوئے۔ جمعے کی صبح تقریباً 10 بجے کے قریب اللہ تعالیٰ کے فضل سے قافلہ مسجد مبارک ٹلفورڈ پہنچ گیا۔ حضور انور کی امامت میں نماز جمعہ کے ساتھ ساتھ عصر اور مغرب وعشاء کی نمازیں پڑھنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ اس کے علاوہ مجلس انصاراللہ یوکے کے تحت ایک مشاعرے میں شامل ہونے کی توفیق بھی ملی۔ ہفتے کے روز ریفریشر کورس کے ساتھ ساتھ حضور انور کی امامت میں دوبارہ نمازیں پڑھنے کی توفیق ملی اور ہم سب کی خوش نصیبی کہ حضور انور نے ازراہ شفقت تمام یورپین صدران اور قائدین کے ساتھ ایک گروپ تصویر کھینچوائی اور پُر معارف نصائح فرمائیں جس کا لب لباب یہ تھا فرمایا کہ نمازیں سنوار کر پڑھیں نمازیں مل گئیں تو سب کچھ مل گیا۔

اتوار 26 مئی کو تمام افراد الحمدللہ تقریباً رات 10 بجے کے قریب اپنے اپنے گھروں میں خدا کے فضل وکرم سے خیر وعافیت سے پہنچ گئے الحمدللہ۔

تمام شاملین کے مختصر تاثرات یہ تھے کہ ان سب کو علمی اور عملی لحاظ سے اپنے اپنے شعبوں کے لیے سیکھنے کے لیے بہت کچھ ملا ہے۔ آئندہ بھی اس طرح کے پروگرام ہوتے رہنے چاہییں اسی طرح تمام شاملین نے مجلس انصاراللہ یوکے کی مہمان نوازی کا بھی بہت شکریہ ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم سب کی حقیر خدمات قبول فرمائے آمین اور ہم سب کو پہلے سے بڑھ کر احسن رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

EUROPEAN REFRESH OURSE 2024
Organised By Majlis ah UK

THE
BAITUL FUTUH
MOSQUE

BELGIUM